Syed Sadiq

1

www.kitabmart.in

Mrs Syed Saiba

قارئین کرام سے خصوصی گزارش

کتاب ہذا "الحق مع علیؑ" میں نے موت کی تاخیر سے استفادہ کرتے ہوئے امکانی اختصار اور عجلت میں مکمل کی ہے. آپ جانتے ہی ہیں کہ کتابت کرنے والے حضرات بلا فیس اصلاح بھی دیتے ہیں لہٰذا اس امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس میں بھی انھوں نے اصلاح دی ہوگی یا کہیں تصحیح کے بعد بھی انھوں نے درست نہ کیا ہو۔

اس لئے بصد معذرت استدعا ہے کہ آپ خود جہاں کوئی غلطی ہو میری مجبوری (علالت) کے پیش نظر اُس کو دُرست فرمالیں۔

"مولف"

www.kitabmart.in

● نام کتاب ــــــــ "الحق مع علیؑ"
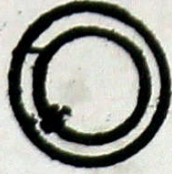
● تصنیف ــــــــ کلیم اہلبیت حضرت شاہد حیدری

● ناشر ــــــــ (مولانا) ہادی باقری حال مقیم امریکہ
(صدر ادارہ نشریاتِ آلِ محمدؐ)

● مطبع ــــــــ اعجاز پریس حیدرآباد

● تعدادِ اشاعت ــــــــ پانچ سو

● تاریخ اشاعت ــــــــ اکٹوبر ۱۹۹۳ء

● مقام اشاعت ــــــــ "بابِ نجف" 22-3-358
منڈی میر عالم، حیدرآباد۔ انڈیا

● ھدیہ ــــــــ ۱۵ پندرہ روپے

www.kitabmart.in

اِنتساب

اُن کے نام جنھیں حق کی تائید کی

توفیق عطا ہوئی۔

فقیرِ درِ علیؑ

شاہد حیدری

www.kitabmart.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۰

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد واہلبیت طاہرین۔

سخنہائے گفتنی

بارگاہ خداوندی میں سراپا سپاس گزار ہوں کہ بطفیل محمد و آل محمد علیہم السلام اس نے مجھے شدید علالت اور موذی مرض سے نجات دی اور اب پھر قلم اٹھانے اور تبلیغ حق کی خدمت کے قابل کر دیا۔

تقریباً دو سال قبل میرے ایک ملاقاتی نے مولوی سید ابو الحسن علی ندوی صاحب کی "کتاب المرتضیٰ" دکھائی۔ صرف دو گھنٹے کے سرسری مطالعہ کے بعد میں نے کہا کہ مصنف موصوف نے انتہائی جانبداری سے کام لیا ہے اور اپنے اعلان کردہ تجزیاتی و تقابلی مطالعہ کی روشنی میں نہیں بلکہ اپنے نظریہ کے مطابق واقعات کو توڑ موڑ کر بظاہر غیر جانبدارانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ انشاء اللہ اگر موقع ملا اور حالات نے اجازت دی تو میں اس پر مکمل تبصرہ کروں گا اور جہاں جہاں موصوف نے اظہارِ واقعہ میں بددیانتی سے کام لیا ہے اس کو ان کے ہی فرقہ کی کتابوں سے ثابت کروں گا۔ یہ بات میں

www.kitabmart.in

نے کہی ضرور تھی لیکن اپنی دیگر مصروفیات کے باعث اس پر عمل نہ کر سکا
اور پھر کتاب "المرتضیٰ" میرے پاس نہیں تھی ورنہ یہ کتاب پیش نظر رہتی تو شائد
جستہ جستہ اس پر کچھ کام ہوتا۔ اسی اثناء میں کینسر جیسی مہلک بیماری نے
بستر سے لگا دیا بات کرنا تو الگ سانس لینے میں دشواری ہونے لگی۔ ڈاکٹروں
نے گلے کا آپریشن کر کے سانس لینے میں سہولت کی خاطر نلی لگا دی۔ اس
طرح آٹھ ماہ کی طویل اور شدید علالت کے بعد مجاہد اکبر شہزادہ علی اصغرؑ سے
میرے اعزہ و اقربا نے مدد طلب کی اور بارگاہ خداوندی میں سفارش
کی استدعا کی۔ استدعا قبول ہوئی اور اب میں مطالعہ جاری رکھتے ہوئے
اپنے وعدہ کی تکمیل کر رہا ہوں "کرامات و اعجاز اولیا" کے مصنف المرتضیٰ بھی قائل
ہیں لہذا اس واقعہ پر وہ میری تائید فرمائیں گے (المرتضیٰ صفحہ ۸۱ ملاحظہ ہو)
کتاب المرتضیٰ مونس ملت محسن من تی اے خان صاحب نے بازار سے خرید کر
بجوادی میں ابھی مکمل صحت یاب نہیں ہوا ہوں فی الحال میری علالت
میں افاقہ ہے ابھی چلنے پھرنے بات چیت کرنے کے قابل نہیں ہوں
اس لئے تفصیل سے کتاب المرتضیٰ پر تبصرہ و محاکمہ نہ کر سکوں گا۔ دوسری بات
یہ کہ یہ کتاب "الحق مع علیؑ" میں جتنے حوالے دیئے گئے ہیں اُس کی ذمہ
داری مجھ پر ہے کسی دوسرے فرد سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

www.kitabmart.in

کوشش کروں گا کہ نہایت اختصار کے ساتھ تبصرہ مکمل کردوں۔ انشاءاللہ کسی بھی موقع پر میں حق سے چشم پوشی نہیں کروں گا۔ اس سلسلہ میں اگر کہیں کوئی جملہ یا کوئی واقعہ ایسا نقل ہوجائے جو ناگوار ناظرین ہو تو عربی مقولہ "حق بات کڑوی ہوتی ہے" کے پیش نظر اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور اسے میری حق گوئی سمجھیں۔

ایک بات اور عرض کردوں، مصنف "المرتضیٰ" مولوی سید ابوالحسن ندوی صاحب قبلہ انقلاب اسلامی ایران کے بعد سے بطور خاص مسلسل شیعت کے خلاف مضامین، کتابیں خود بھی تحریر فرماتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس پر بجبر آمادہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد منظور نعمانی صاحب سے "ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعت" کتاب لکھوائی یہ بات خود مولوی محمد منظور نعمانی صاحب کے ابتدائی بیان سے واضح ہوجاتی ہے۔ تحریر فرمایا "مجھے اس ضعیفی اور علالت کے زمانے میں شیعہ، سنی اختلافات کے خارزار میں گھسیٹا گیا۔ ماضی قریب میں ایک کتاب تعارف مذہب شیعہ از تصنیف عبدالعلی فاروقی شیعوں کے خلاف لکھی گئی گمان غالب ہے کہ اس کی تحریک بھی مولوی صاحب کی طرف سے ہوئی خود مولوی صاحب (ندوی صاحب) نے دو متضاد تصویریں "عقائد اہلسنت اور عقائد شیعہ کا تقابلی مطالعہ کے اعلان کے ساتھ شائع

www.kitabmart.in

فرمائی ہیں۔ میں نے تعارف مذہب شیعہ کا مدلل جواب اپنی کتاب "زمین پر فساد نہ پھیلاؤ" میں دیدیا۔

"دو متضاد تصویریں" کا جواب پیر وحق مولانا سید شاہد زعیم فاطمی صاحب نے "بولتی تصویریں" نامی کتاب میں دے دیا اور بہت عمدہ دیا۔

اب مولوی سید ابوالحسن علی ندوی صاحب نے راست شیعیت پر اعتراض کرنے کے بجائے دوسرا طریقہ اپنایا یعنی بظاہر محمدؐ وآل محمدؐ سے اپنی بے پناہ عقیدت خصوصاً مولائے کائنات حلال مشکلات شیر خدا علی مرتضیٰ کی مفصل سوانح حیات کے نام سے کتاب المرتضیٰ لکھی جس میں بڑی چابکدستی سے جہاں موقع ملا مولائے کائنات کی خصوصی فضیلت کو یا تو درج ہی نہیں کیا یا پھر اس کے مقابل میں دوسری غیر معروف اور خود ساختہ روایت کو لکھ کر مسلم فضیلت کو مشکوک کرنے کی سعی فرمائی ہے۔ اس طرح صرف شیعوں کے خلاف اپنے دیرینہ عناد کا اظہار فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر مولود کعبہ علیؑ مرتضیٰ کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہونے کو مشکوک کرنے کی غرض سے ذیلی عنوان ولادت صفحہ ۵ پر یوں رقمطراز ہیں بعثت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ حاکم نے حکیم ابن حزام کے حالات میں لکھا ہے کہ بتواتر سے ثابت ہے کہ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے

www.kitabmart.in

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے اور حکیم بن حزام بھی کعبہ میں پیدا ہوئے۔

ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے: سیّدنا علی علیہ السلام کی جائے پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے کہ کہاں پیدا ہوئے شیعوں کی بڑی جماعت کو یقین ہے کہ ان کی پیدائش اندرون کعبہ ہوئی۔ محدثین نے اس کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ کعبہ میں جو صاحب پیدا ہوئے تھے وہ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ہیں۔ دیکھا آپ نے یہ عقیدت مندِ علی و اولاد علیؑ ہیں اور خود اپنے کو حسنی سید لکھتے ہیں۔ ایک مقام پر ارشاد پیغمبر اعظم بغیر کسی حوالہ کے بلا محل محض شیعوں پر طنز کرنے کی غرض سے تحریر فرما دیا۔ "ارشاد ہوا مرنے والے (خواہ شہید ہی کیوں نہ ہوں) ان پر نوحہ وگریہ ناجائز ہے"۔

بھلا بتلائیے اس حدیث کو تحریر کرنے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے جب کہ خود ہی مولائے کائنات کا حضرت عمرؓ کی وفات پر بے اختیار رونا لکھا ہے اب کون پوچھے کہ علیؑ جیسی شخصیت ارشاد نبیؐ سے ناواقف تھی یا اس ارشاد کی حضرت علیؑ نے خلاف ورزی کی۔

بہر حال قارئین کرام سے خواہش ہے کہ وہ "الحق مع علیؑ"

www.kitabmart.in

پڑھتے وقت یہ بات یاد رکھیں کہ یہ ایک ایسی کتاب پر تبصرہ ہے جو انتہائی
جانب داری اور شیعوں کو بدنام کرنے ان کے عقائد پر اعتراض کرنے
کی غرض سے لکھی گئی ہے لہٰذا جواب میں کہیں کہیں کوئی جملہ سخت ہو تو اس
کا ذمہ دار مصنف المرتضیٰ کو سمجھیں کیوں کہ ان ہی کی تحریر نے ہم کو ایسا
لکھنے پر مجبور کیا ہے۔

خاکپائے علیؑ
شاہد حیدری

www.kitabmart.in

المرتضیٰ باب اول پر تبصرہ

باب اول میں مصنف موصوف نے تمہیدی طور پر فرمایا "خاندانی حالات، آنے والی نسلوں پر اس کے اثرات اور اسلامی نقطہ نظر کے تحت علم التشریح (ANA TOM Y) نفسیات، اخلاقیات اور علم الاجتماع میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ انسان کے اندر خون اور خاندان کے اثرات بڑی حد تک موجود رہتے ہیں اور اس کی سیرت کی تشکیل فطری صلاحیتوں، رجحانات اور ذہنیت کے بنانے میں موروثی اثرات کا خاصا دخل ہوتا ہے"۔

ہم اس کلیہ کی صدفی صد تائید کرتے ہیں اور اسی بنا پر ہم "بنی امیہ اور بنی ہاشم" کے افراد پر نظر کرتے ہیں۔ بنی امیہ ہمیشہ سے آل ہاشم کے سخت مخالف رہے ہیں اور رات دن ان کے خلاف منصوبے بناتے رہے ہیں۔ جس گھر میں رات دن ایک خاص قبیلہ کے خلاف دشمنی و نفرت کا اظہار ہوتا رہا ہو اُس گھرانے کے بچے کی ذہنیت کیسی رہی ہوگی وہ بھی قوم عرب جن میں شتر کینہ بھرا ہوا ہو۔

فتح مکہ کے موقع پر رحمت پروردگار کے مظہر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن افراد کو معاف کر دیا ان میں ابوسفیان اور اس کی اولاد بھی تھی دوسرے لفظوں میں بنی امیہ کے افراد مولفۃ القلوب تھے۔ جان

www.kitabmart.in

بچانے کی خاطر ظاہری طور پر اسلام قبول کرلیا لیکن اسلام و بانیٔ اسلام سے بغض وعداوت باقی رہی جنگ بدر میں چونکہ ابوسفیان کو شکست ہوئی تھی اور اس کے کئی عزیز قتل ہو گئے تھے لہذا خصوصیت کے ساتھ اس کو بانیؐ اسلام اور ولید وعتبہ کے قاتل شیر خدا علیؑ مرتضیٰ سے کدورت تھی۔

رومیوں سے مسلمانوں کی جنگ کے موقعہ پر ابوسفیان کا جو کردار رہا ہے اسے تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ خود مصنف المرتضیٰ نے خلافت اول کے موقعہ پر ابوسفیان کا عمل جس کا مقصد مسلمانوں کا قتل عام اور اسلام کی بربادی تھا۔ بیان کیا ہے المرتضیٰ صفحہ (۱۴۷) ابوسفیان (مصنف نے رضی اللہ عنہ لکھا ہے) حضرت علیؑ اور حضرت عباس کے پاس آئے اور کہا اے علیؑ والے عباس کیا بات ہے خلافت قریش کے اس قبیلہ میں گئی جو مرتبہ کے اعتبار سے پست اور تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ بخدا اگر تم دونوں آمادہ ہو تو ہم مدینہ کو اپنے حامیوں اور مویدوں کے لشکر سے بھر دیں (قارئین غور فرمائیں کتنی خطرناک چال تھی)۔

حضرت علیؑ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتا۔

www.kitabmart.in

جب حضرت عثمانؓ تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے تو ابوسفیان جو اس وقت اپنی بینائی کھو چکا تھا دو آدمیوں کے سہارے حضرت عثمان کو مبارک باد دینے آیا اور کہا ابن عم ایک عرصے کے بعد یہ حکومت (خلافت) ہمارے قبیلہ میں آئی ہے اسس سے گیند کی طرح کھیلو اور یاد رکھو اب یہ ہمارے قبیلہ سے باہر جانے نہ پائے (تاریخ ابوالفدا وغیرہ)
بھلا بتایئے ایسی شخصیت مصنف المرتضیٰ کے نزدیک محترم اور اس کو وہ رضائے الٰہی کا حامل سمجھتے ہیں تو پھر محمدؐ و آل محمدؐ سے اُن کی عقیدت کس معیار کی ہوگی۔

کیا مصنف المرتضیٰ کی نظروں سے یہ واقعات نہیں گزرے؟ "المرتضیٰ" کے نام سے سوانح حیات حضرت علیؑ لکھتے ہوئے خلفائے ثلاثہ کی عظمت بزرگی اور ان سے حضرت علیؑ کی عقیدت و مخلصانہ برتاؤ اور ان کے انتخاب پر اظہار مسرت اور ان کی بیعت ثابت کر کے شیعوں پر گمراہی کا الزام لگاتا ہے۔

کئی مقامات پر مصنف المرتضیٰ نے نہج البلاغہ میں مولائے کائنات کے خطبات کا حوالہ دیا لیکن اس دوران میں خطبہ شقشقیہ پر ان کی نظر نہیں پڑی۔ اب معلوم ہوتا ہے مولوی ندوی صاحب کی آنکھیں وہی

www.kitabmart.in

بیانات، جملے اور اقوال دیکھتی ہیں جو ان کے مطلب کے ہوں۔

اب ذرا حضرت ابو سفیان کے صاحبزادے حضرت معاویہ کے مختصر کارنامے بھی ملاحظہ فرمالیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جانشین اور نائب کا وہی مقام اور مرتبہ ہوتا ہے جس کا وہ جانشین ہے۔ اس اصول کے پیش نظر خاتم النبیین رحمت اللعالمین کا جانشین (خلیفہ کا مرتبہ کیا ہوگا۔

خلیفہ سے صلح پیغمبر سے صلح خلیفہ سے جنگ پیغمبر سے جنگ متصور ہوگی یا نہیں۔ اب آپ انصاف سے بتلائیں کہ حضرت علیؑ

ء حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو کب سے اسلام کا ہمدرد اور دوست بن گیا میرے سامنے سے نکل جا میں تیری صورت بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔

بنی ہاشم کے چند نوجوانوں نے بھی یہی کہا کہ بنی تیم کے ادنا قبیلہ میں خلافت کیسے چلی گئی اس پر حضرت علی نے فرمایا" دین کی بقا ہمیں دوسری باتوں سے زیادہ عزیز ہے۔

(مطلب یہ کہ اسلام میں انتشار پسند نہیں۔

www.kitabmart.in

رسولؐ خدا کے خلیفہ برحق اور عام مسلمانوں کے نزدیک خلیفہ راشد تھے یا نہیں۔ جب وہ خلیفہ برحق تھے تو سارے مسلمانوں پر ان کی اطاعت و بیعت لازم ہے کہ نہیں۔ اور اگر کوئی بجائے اطاعت کے ان کے خلاف تلوار اٹھائے تو اسے شرعی زبان میں کیا کہیں گے، یہاں تاویلات اگر مگر سے کام نہیں چلے گا۔ سرکار دو عالمؐ باعث ایجاد کائینات احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف :۔

"اے عمار تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ پیشین گوئی اور باغیوں کی نشان دہی کے بعد بھی بنی امیہ کی وکالت اور معاویہ پرستی میں ہمارے ندوی صاحب ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ انھیں یہ کچھ بھی کتابوں میں نہیں ملتا اور اگر کہیں مجبوراً کوئی ایسا واقعہ لکھنا ہی پڑے تو ایک سپر (اجتہادی غلطی) کو اپنے ممدوحیں کے آگے کر دیتے ہیں۔ ہم مولوی ندوی صاحب کو اجتہاد کے معنٰی اور مجتہد کی تعریف اس لئے بتلانا نہیں چاہتے کہ موصوف بخوبی واقف ہیں۔ کوئی مجتہد بغیر قرآن و احادیث سے استنباط کے بغیر کسی مسئلہ کا فتویٰ نہیں دیتا۔ کیا اس اصول کے تحت مصنف المرتضٰی کے ممدوحیں نے جو جو غلطیاں (اجتہادی غلطی) کی ہیں وہ قرآن اور حدیث رسول سے استنباط کر کے کی ہیں؟ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے

www.kitabmart.in

معاویہ نے خلیفہ راشد سے جنگ کی خلیفہ وقت اولی الامر کے ارشاد کو نہ ماننا اور جنگ کر کے بے شمار مسلمانوں کا خون بہانا تحکیم کے بہانے ابوموسیٰ اشعری کو دھوکہ دے کر اپنے حق میں فیصلہ کروالینا کیا یہ بھی اجتہادی غلطی ہے؟ اب ہم معاویہ کے اعمال نامے (مصنفہ عباس زاہد مرحوم) سے چند مستند واقعات معہ حوالوں کے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ معاویہ حضرت علیؑ خلیفہ برحق پر سب وشتم کرتا تھا اور لوگوں کو اس کا حکم دیتا تھا۔ (ابن اثیر، ابوالفدا، روضتہ الصفا، مستطرف، وغیرہ)

۲۔ معاویہ بحالتِ نماز قنوت میں حضرت علیؑ امام حسنؑ، امام حسینؑ، ابن عباس اور مالک اشتر پر سب وشتم کرتا تھا (کامل ابن اثیر)،

۳۔ معاویہ اپنے خطبہ کے اخیر میں حضرت علیؑ پر سب وشتم کرتا تھا (ابو عثمان جادوا) اسی کتاب میں اس کا قول ہے کہ علیؑ پر اس وقت تک سب وشتم کروں گا جب تک بچے بالغ اور جوان بوڑھے نہ ہو جائیں۔

۴۔ معاویہ کے دور حکومت کے گورنر مغیرہ بن شعبہ، مروان، بسر ابن ارطاط نماز سے بیشتر خلاف سنت خطبہ پڑھتے اور اس میں حضرت علیؑ پر سب وشتم کرتے تھے (فتح باری، حافظ ابن حجر، صحیح بخاری، کامل ابن اثیر، حاکم، مروج الذہب، علامہ مسعودی، طبری وغیرہ)

www.kitabmart.in

۵- معاویہ کے مقرر کردہ گورنر بسر ابن ارطاۃ، زیاد ابن سمیہ، سمرہ ابن جندب نے ہزارہا مسلمانوں (محبان علیؑ) واولاد علیؑ کو قتل کیا۔ ان کے گھر لٹوائے (تذکرہ حافظ ذہبی، علامہ زمخشری، طبری، مروج الذہب مسعودی علامہ بیہقی)۔

۶- معاویہ نے حضرت امام حسنؑ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث کے ذریعہ امام حسنؑ کو زہر دلوایا۔ (استیعاب بن عبدالبر، طبقات، ربیع الابرار، تذکرہ خاص الامہ، تہذیب الاکمال فی اسماء رجال وغیرہ)

۷- حضرت امام حسن کی شہادت کی خبر سن کر معاویہ نے سجدہ شکر کیا اور الجماعت کا نعرہ لگایا (کتب بالا، تاریخ طبری، تاریخ الفدا وغیرہ وغیرہ)

۸- معاویہ نے حضرت حجر ابن عدی کو معہ ان کے چھ ساتھیوں کے قتل کروا دیا۔ بیہقی، یعقوب ابن مغیان علامہ ابن العاکر طبری علامہ ابن عبدالبر وغیرہ)

۹- معاویہ کے حکم سے زیاد نے عبدالرحمٰن ابن منان کو زندہ دفن کرا دیا۔

۱۰- معاویہ نے حضرت محمد بن ابی بکر (خلیفہ اول کے صاحبزادے) کو عوض دشمنی علیؑ میں زندہ جلا دیا۔ (بہ سند طبری)

۱۱- جنگ صفین میں جو ہزارہا مسلمان دونوں لشکروں کے مارے گئے ان کا خون معاویہ ہی کی گردن پر ہے۔ خصوصاً حضرت عمارؓ ابن یاسرؓ کی

www.kitabmart.in

شہادت جو اسی جنگ میں ہوئی۔ بقول بابا خلیل احمد چشتی (عالم اہلِ سنت) معاویہ کے بدانجام ہونے کے ثبوت میں کافی ہے سرکار ختمی مرتبت فرما گئے تھے کہ عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا (بہ سند طبری، کامل ابن اثیر، استیعاب، عقد فرید وغیرہ)

انصاف کا مقام ہے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے مطابق باغی ہو اس کے تعلق سے مصنف المرتضیٰ مولوی سید ابوالحسن علی ندوی صاحب خلیفہ رسول اسلام کا سربراہ امیرالمومنین، حامل رضائے الٰہی فرما رہے ہیں (افسوس صد افسوس) یہ تو مختصر اعمال حضرت معاویہ ابن ابی سفیان بنی امیہ کے ہیرو کے ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر تاریخوں میں لکھا ہے کہ حضرت ام المسلمین عائشہؓ بنت خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ کو بھی دھوکہ سے حضرت معاویہ نے قتل کروایا۔ چالیس جمعہ تک حضور سرکار دو عالمؐ پر درود نہیں بھیجا۔ جنگ صفین پر نکلنے سے پہلے بدھ (چہارشنبہ) کو جمعہ کی نماز پڑھوادی۔ جب دمشق سے مدینہ منورہ آئے اور بحیثیت خلیفہ نماز پڑھائی تو بغیر بسم اللہ کے سورے پڑھے اس پر پیغمبر اسلام کی آنکھیں دیکھنے والوں اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے والوں نے کہا معاویہ نے ایک آیت چرالی بعضوں نے کہا ایک آیت (بسم اللہ)

www.kitabmart.in

کھائی۔

اب یہاں سرکار ختمی مرتبت کا ارشاد بھی سن لیجئے۔ "حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے نماز کی تعلیم دی تو پہلے زور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا۔ (کنز العمال جلد ۴ صـ ۹۶) : آنحضرت نے فرمایا جب سورہ پڑھنا چاہو پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ لو! ،، ،، صـ ۹۷)

علامہ سیوطی نے لکھا ہے حضرت عمرؓ کے فرزند عبد اللہ کا معمول یہ تھا کہ نماز میں ہر سورہ کے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے جب ایک سورہ ہو جاتا تو دوسرے سورۂ کے لئے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے اور کہتے تھے کہ یہ قرآن میں اسی لئے لکھا گیا ہے کہ برابر پڑھا بھی جائے۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ معویہ بڑی قوت اور سخت شوکت و دبدبہ کا بادشاہ تھا۔ اگر نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا زور سے پڑھنا کل مہاجرین وانصار کی تحقیق میں بالکل طے شدہ اور یقینی نیز مسلم الثبوت مسلہ نہ ہوتا تو وہ لوگ معویہ پر اعتراض کرنے کی جرات نہیں کر سکتے تھے کہ کیوں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم چوری کر لیا۔ امام بیہقی نے اپنا کتاب سنن کبیر میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت

www.kitabmart.in

رسول اخدا ہر نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے پڑھا کرتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت علیؑ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ ابن عمر حضرت عبداللہ ابن زبیر کے بھی ہر سورہ سے قبل نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے پڑھنے کی روایت کی ہے۔

ہم مزید کتب اہلسنت سے نماز میں ہر سورہ سے قبل بسم الرحمن الرحیم کا زور سے پڑھنا ثابت کر سکتے ہیں لیکن وہی مجبوری کہ ہم اختصار سے لکھنے کا وعدہ پورا نہ کر سکیں گے۔

حضرت معاویہ کے تعلق سے اگر ہم لکھنا چاہیں تو ان کے اعمال سے ایک جلد تیار ہو جائے گی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کے ساتھ جو سلوک معاویہ نے کیا ہے وہ تاریخ دان حضرات جانتے ہیں سرور کائنات نے جس صحابی کے تعلق سے فرمایا کہ زمین نے بوجھ نہیں اٹھایا اور آسمان نے سایہ نہیں کیا ابوذرؓ سے زیادہ سچے صحابی کا۔ اس کو ننگی اونٹ کی پشت پر سوار کر کے دمشق سے مدینہ بھیجا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کی رانوں کا گوشت گل گیا۔

معاویہ ابن ابی سفیان نے مسلمانوں کے مال کو اپنا مال سمجھ کر خرچ کیا (بہ سند مسعودی، استیعاب) تاریخ ابن حاتم میں معاویہ

www.kitabmart.in

معاویہ کا وہ اعترافی بیان موجود ہے جس میں اپنی بداعمالیوں کا
خود ہی تذکرہ فرمایا ہے اور دنیا کی محبت پر افسوس کا اظہار
کیا ہے ۔ (کیا یہ بیان عظیم تاریخ داں و سوانح نگار حضرت
سید ابوالحسن علی ندوی صاحب کی نظر سے نہیں گزرا) کیا مولوی
ندوی صاحب کے نزدیک حسب ذیل احادیث رسول مقبول صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم جو بین الفریقین تسلیم شدہ ہیں ۔ قابل اعتنا نہیں؟
علیؑ مع الحق والحق مع علیؑ : علی حق کے ساتھ ہیں اور حق علی
کے ساتھ ۔ علی مع القرآن والقران مع علی : علی قرآن کے
ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ۔ من سبّ علیاً فقد سبّنی :
جس نے علیؑ کو بُرا کہا اُس نے مجھ کو بُرا کہا ۔ الحسنؑ والحسینؑ
سیدی شباب اہل الجنۃ : حسنؑ اور حسینؑ نوجوانانِ جنت کے
سردار ہیں ۔ معلوم نہیں کس جذبہ اور کس منفعت کے تحت
حسنی سید مولوی ندوی صاحب نے بنی امیہ بالخصوص معاویہ
ابن ابی سفیان کی حمایت و وکالت پر کمر باندھی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ
مسلمانوں کے دو فرقے شیعہ اور سُنی میں اتحاد خصوصاً اسی معاویہ
پرستی کی بنا ء پر ممکن نہیں اس لئے کہ جب پورا عالم اسلام یہ

www.kitabmart.in

مانتا ہے کہ روحانی پیشوائی صرف اور صرف آل محمدؐ کے لئے ہے۔

اس بات کا اقرار خود مصنف المرتضیٰ نے بھی فرمالیا ہے۔

اب رہا حکومت وسلطنت کا مسئلہ تو اس کی خواہش نہ علی ابن ابی طالبؑ کو رہی اور نہ اُن کے ماننے والوں کو اس کا غم رہا کہ حکومت کس کے پاس چلی گئی البتہ اظہار حق کے لئے جگر گوشۂ رسولؐ خدا زوجہ علیؑ مرتضیٰ مادر حسنؑ مجتبیٰ وحسین شہید کربلا بتول عذرا فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے حاکم وقت سے فدک (جو وفات رسول اللہؐ کے ساتھ ہی حکومت نے اپنے قبضہ میں لے لیا تھا) واپسی کا مطالبہ فرمایا (اس سلسلہ میں جو کچھ پیش آیا اسکو آگے ملاحظہ فرمالیں۔

میں امیر شام معاویہ ابن ابی سفیان کے اعمال نامے سے چند اقتباسات لکھ رہا تھا کہ میرے ایک عزیز مرزا سعادت علی بیگ سلمہٗ میری عیادت کو تشریف لائے ان کے ہاتھ میں علامہ قاضی بہلول بہجت (ترک کے سنی عالم) کی تصنیف کتاب تشریح دمحاکمہ در تاریخ آل محمد تھی۔ انھوں نے فرمایا کہ عجیب اتفاق ہے میں بھی ان ہی بزرگ امیر شام کے کارنامے پڑھ رہا تھا خاص طور پر مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے رسالہ الہلال میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسے ضرور

www.kitabmart.in

ملاحظہ فرمائیے اور اگر مناسب ہو تو اپنی کتاب میں نقل کر دیجئے۔

چنانچہ میں بصد شکریہ سعادت علی بیگ سلمہٗ سے کتاب تشریح و محاکمہ در تاریخ آل محمدؐ لیکر دیکھی اس میں اردو مترجم مولوی محمد سید عباس حسین صاحب مرحوم کا پیش لفظ جس میں مولانا ابوالکلام آزاد کے مضمون "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" پر عبید اللہ صاحب (امجھر) نے جو اعتراضات کئے ہیں اور بنی امیہ کی بدعتوں کے ذکر پر مولانا آزاد پر جو سخت تنقید فرمائی ہے اس کا جواب مولانا نے "الہلال" میں دیا ہے مجھے پسند آیا۔ لہذا "الہلال" نمبر ۲۱ جلد ۲ مورخہ ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ چہار شنبہ سے نقل کر رہا ہوں۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں "ازاں جملہ بنی امیہ و آل مرواں کی سب سے بڑی ہادم شریعت اور پر معصیت فسق و عدواں بدعت شنیعہ وہ تھی جس کا انتقامانہ اتباع برادراں شیعہ نے شروع کیا اور شاید آج تک کرتے ہیں۔ یعنی سب سے پہلے سرزمین اسلام میں رحم و محبت اور صلح و اخوت ہی کی تخم ریزی کے لئے بنی تھی۔ سب و شتم اور تبرے کا تخم انھوں نے ہی بویا۔ مقدس مساجد اسلام میں جو صرف عبادت و طاعت الٰہی و افکار و اشغال کے لئے بنائی

www.kitabmart.in

گئیں تھیں۔ اپنے اغراض و مقاصد نفسانیہ و منکرہ و سیاسیہ سے اہلبیت نبوت اور حضرت امیر علیہ السلام پر علانیہ لعنت بھیجنی شروع کی اور جمعہ کے خطبہ ثانیہ میں اس فعل شنیع و منکر کو کہ نہیں جانتا کہ اس کو کن لفظوں میں بیان کروں داخل کر دیا چنانچہ تکبیر و تسبیح کی صداؤں میں خطیب منبر پر چڑھتے تھے اور تہمید و تقدیس و صلوٰۃ و تسلیم کے بعد آخر میں حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد پر علانیہ لعنت بھیجتے تھے اور پھر شمشیر ظلم سے لوگوں کی زبانوں کو اس طرح لرزاں و ترساں رکھتے تھے کہ کسی کو اس صریح فسقِ عظیم و معطیہ کبریٰ و ہتک شریعتِ الٰہیہ کے خلاف لب کشائی کی جرات نہ ہوتی تھی۔ یہ (الہلال) دسمبر لبعد صفحہ ۳۶۴ کے پہلے کالم میں لکھتے ہیں کیا مسلمانوں پر جنگ صفین میں پانی بند کر دینا بھی بدعت نہیں جبکہ دوسرا فریق (علیؑ) غالب ہو کر بھی نہیں روکا۔ کیا سخت سے سخت

۱ع ہم مولانا ابوالکلام آزاد کی اس تحقیق کی تردید نہیں کریں گے۔ یقینی طور پر فرقہ شیعہ اثنا عشریہ کے افراد دشمنان محمدؐ و آل محمدؐ سے بیزارگی کا اظہار کرتے ہوئے اُن پر لعنت کرتے ہیں ان میں جو بغیر تحقیق کسی بھی مسلمان کو محض دشمن اہلبیت سمجھ کر مستحق لعنت سمجھیں،

www.kitabmart.in

ع۱

وہ غلطی پر ہیں۔ شیعوں کا عمل مطابق آیت قرآنی ہے ملاحظہ ہو پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ آیت نشان ۳۹-۴۰۔ وَالَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ط وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۝ ترجمہ:۔ اور وہ ایسے ہیں کہ جب ان پر کسی قسم کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ واجبی بدلہ لے لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ تو ویسی ہی برائی ہے۔

مکر و خدع سے کام لینے میں بھی باک نہ ہونا خفیہ وساس سے مسئلہ حکمین کا فیصلہ کرنا اپنے اغراض سیاسیہ کو ہر موقع میں شرعیت پر ترجیح دینا اور اس کے لئے لوگوں کو خفیہ علانیہ بیت المال سے روپیہ دینا جیسا کہ خود کہا کنت احب ابی قریش منہ الخ (استیعاب) شخصی طور پر بہ زور و جبر اپنے لڑکے کو ولی عہد بنانا عجمی شان و شکوہ اور علم و رفعت سے دربار آرائی کی اساس اولین قائم کرنا مسجد میں اپنے لئے الگ مقصورہ بنا کر نماز پڑھنا اور شمشیر برہنہ لئے نگہبانوں کے احصار میں سجدہ کرنا اور اسی طرح کے بیسیوں محدثات کو بھی بدعت تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ (مضمون طویل ہے اختصار کی خاطر ہم ختم کر رہے ہیں)

اب ہم یہاں دوبارہ مصنف "المرتضیٰ" مولوی سید ابوالحسن علی

www.kitabmart.in

حسنی ندوی صاحب سے ادباً سوال کرتے ہیں کہ آپ کی حمیت نے کیسے گوارہ کر لیا کہ جو بدزبان آپ کے جد (حضرت امام حسنؑ) اور ان کے والد حضرت علی مرتضٰی اور ان کے بھائی حضرت امام حسین شہید کربلا کو برا بھلا کہئے۔ ان پر معاذاللہ لعنت بھیجے اور بجائے اس کو اپنا رہبر، اسلام کا خلیفہ مانیں اور اس کو رضائے الٰہی کا مستحق قرار دیں۔ اتحاد بین الفریقین میں یہی ایک ذات (معاویہ) مانع ہے۔ اہلسنت کے اکثر علماء و مشائخین کرام معاویہ سے بیزارگی کا علانیہ اظہار فرماتے ہیں نہ صرف معاویہ بلکہ ابوسفیان اور مروان کو بھی دشمن اسلام و مسلمین سمجھتے ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ نے بطور خاص یہ مصرعہ اپنی نظم میں کہا ہے "آج تک لعنت برستی ہے امیر شام پر"۔

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱۳) ان آیات کے علاوہ قرآن مجید میں متعدد جگہ ارشاد ہوا ہے کہ حق کو چھپانے والوں روشن دلیلوں اور ہدایتوں کا انکار کرنے والوں پر اللہ بھی لعنت کرتا اور لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں (سورہ البقرہ آیت ۱۰۹) یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ اسلام کے ۷۲ فرقوں میں صرف شیعہ اثنا عشریہ ہی بروں پر لعنت

www.kitabmart.in

کرتا ہے۔ اس کے سوا کسی فرقہ میں لعنت کو جائز قرار نہیں دیا گیا (مولف)

اسی باب اول میں امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا تعلق جس نسل اور خاندان سے ہے اس کا رواجی و اجتماعی حیثیت سے جائزہ لیتے ہوئے قبیلہ قریش کی عالی نسبی، مہمان نوازی، شجاعت و جواں مردی کا ذکر فرمایا ہے۔ یہاں بھی اپنی عصبیت کے تحت قریش کے رسم و رواج کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شادی بیاہ دور دور کی قرابت میں کرتے گواہوں اور مہر کا التزام رکھتے، طلاق دیتے تو تین بار دیتے، بیٹی، نواسی، بہن اور بھانجی سے اس وقت ایرانی مجوسیوں کی طرح مناکحت نہیں کرتے بلکہ اس کو عار اور بے حیائی کی بات سمجھتے تھے" (المرتضیٰ صفحہ ۳۴)

پہلی بات تو یہ کہ آپ قریش کے رسم و رواج کا تذکرہ فرما رہے ہیں اس میں دوسرے ملک کے رسم و رواج سے اس کا تقابل غیر ضروری ہے ہاں آپ عرب کے دوسرے قبیلوں سے تقابل کرتے تو کوئی مضایقہ نہ تھا۔ دوسری بات یہ کہ آپ نے ایران میں کس دور میں ایسا رواج تھا اس کا حوالہ نہیں دیا آپ نے قریش کے رسم و رواج کا ذکر فرمایا یہ نہیں لکھا کہ اس وقت بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا

www.kitabmart.in

کرتے تھے ۔ یہ محض ایران اور اہل ایران سے عداوت کا نتیجہ ہے کہ دوران قامہ فرسائی جہاں پر بھی موقع ملا اہل ایران (یعنی شیعوں) پر ضرب لگانے کی سعی فرمانے لگے ۔

صفحہ ۳۵ پر ذیل عنوان بنو ہاشم کے تحت نہ جانے اپنی فطرت اور اور اپنے بزرگوں کے ارشادات کے خلاف کسی قدر حقائق کا اظہار فرمایا ہے تحریر فرماتے ہیں " قریش کے قبیلہ میں بنو ہاشم کی حیثیت ایک گل سر سبد کی تھی ، قریش کی شاخ اپنے انسانی شعور اور اعتدال پسندی میں امتیاز رکھتی تھی ۔ دینی و دماغی کے طور پر بھی اس کو فوقیت حاصل تھی ، بیت اللہ (خانہ کعبہ) کا اللہ تعالی کے یہاں جو مقام و مرتبہ تھا اس پر پختہ ایمان رکھتی تھی ، ظلم و زیادتی کو گناہ سمجھنے کا شعور ختم نہیں ہوا تھا ۔ ہٹ دھرمی اور ضد ان کا شعار نہیں تھا ، ہمت بلند تھی ، کمزوروں اور ضعیفوں پر رحم و شفقت کا برتاو کرتی ، سخاوت و شجاعت اس کا مزاج تھا ۔ غرض اخلاق و شرافت ، سیر چشمی ، حمیت و رجوش عمل کی وہ خصوصیات جن کے لئے عربی میں ایک لفظ " فروسیت " (CHIVALRY) کا ہے وہ بنی ہاشم میں بدرجہ اتم موجود تھی ۔ ان کے اخلاق و سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آبا و اجداد کے شایان شان

www.kitabmart.in

تھے اور اسلام نے جن اخلاق عالیہ کی دعوت دی ہے ان سے ان کے اخلاق مناسبت رکھتے تھے"۔ اسی باب اول کے صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱ پر علم التشریح کے تحت انسان کے اندر خون کے اثرات اور خاندان کے صفات کا جو تفصیلی بیان ہے اسی کے تحت پہلے ہم نے ابوسفیان اور معاویہ ابن ابی سفیان کے چند متفقہ تاریخی حالات لکھے اب بنی ہاشم کے نور نظر حضرت ابوطالبؑ اور ان کے لخت جگر علی مرتضیٰ اور ان کی اولاد کے تعلق سے (جن کی مدح وثنا مصنف المرتضیٰ نے بھی فرمائی ہے) سوال کرتے ہیں کہ نفسیاتِ انسانی کی بناء پر ایسے پاکیزہ فطرت وسیرت افراد کے تعلق سے اگر کسی نے یہ کہا کہ "اگر تم پر بنی ہاشم کو والی بنایا جاتا تو پھر ان کے ہاتھ سے یہ چیز (خلافت) کبھی نہ نکلتی اور قریش کے کسی خاندان یا شاخ میں نہ جاتی۔

کیا ایسا فیصلہ کرنے والا محب محمدؐ وآل محمدؐ اور اسلام کا سچا پیرو کہلا سکتا ہے۔ مصنف المرتضیٰ بھی بالکل اسی انداز میں المرتضیٰ صفحہ ۱۲۹ پر فرماتے ہیں۔ کہ اگر پہلے ہی خلیفہ کا انتخاب بنوہاشم کے خاندان میں ہوتا (جس کی بلاشبہ ان کے اندر اہلیت تھی اور ان کے متعلق لوگوں کا گماں بھی تھا) تو اس کا نتیجہ ہوتا کہ بنوہاشم کی دینی وروحانی پیشوائی

www.kitabmart.in

کے ساتھ ایک دنیاوی سلطنت بھی قائم ہو جاتی اور اسلام میں پاپائیت وجود میں آجاتی جیسا کہ عیسائیوں میں ELERGY کا نظام اور سلسلہ تھا اور اس کے وہی تلخ نتائج اور مضر اثرات اُمت مسلمہ اور مسلم معاشرہ میں ظاہر ہو کر رہتے جن کی نظیر مسیحی پاپائیت اور مجوسی برہمی پیشوائی میں ملتی ہے۔

دیکھا آپ نے قارئین دل کا چور پکڑا گیا اس بیان کی روشنی میں کوئی یہ کہے کہ خلیفہ اول نے حق علیؑ غصب کیا ہے تو کیا غلط ہو گا ویسے بھی

ترمذی نے جابر سے روایت کی ہے کہ محاصرہ طائف کے زمانے جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ کو بلا کر تخلیہ میں بصیغہ راز سرگوشی فرمائی تو لوگوں نے اعتراض کیا کہ پیغمبرؐ صلعم نے بہت دیر تک اپنے ابن عم سے راز کی گفتگو کی یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ سے میں نے راز کی باتیں نہیں کیں بلکہ خدا نے کی ہیں۔

صحیح ترمذی ۔ سبط ابن الجوزی، تذکرہ خواص الامہ، عبید اللہ امرتسری ارجع المطالب باب چہارم

www.kitabmart.in

دبے لفظوں میں خود مصنف المرتضیٰ نے اعتراف کیا ہے کہ (بنی ہاشم میں اہلیت وصلاحیت تھی اور لوگوں (عوام کی خواہش) کا گمان بھی تھا) تو اب بات بالکل واضح ہو گئی کہ یہ انتخاب محض خلافت کو علیؑ تک جانے سے روکنے کیلئے (رسول اللہ کی میت کو بے غسل وتکفین چھوڑ کر) سقیفہ بنی ساعدہ میں جانثاران پیغمبر تشریف لے گئے (یہ تو ہم نے مصنف المرتضیٰ کے بیان کی روشنی میں نتیجہ اخذ کیا ہے اور اسمیں ہم کہاں تک حق بجانب ہیں ارباب نظر فیصلہ فرمائیں) یہاں ایک سوال ہم آگیا مولوی ندوی صاحب سے کرنا چاہیں گے حضور نے جو پیش بینی فرمائی ہے اسکی کوئی دلیل یا ماضی میں بنی ہاشم کا ایسا کوئی عمل تاریخ سے پیش فرما سکتے ہیں؟ ———— تھوڑی دیر کے لیے اگر یہ مان لیا جائے کہ اگر حضرت علیؑ خلیفہ اول ہو جاتے اور وہ اپنے بعد اپنی اولاد میں خلافت کا سلسلہ باقی رہنے کا بندوبست کر جاتے تو کیا قیامت برپا ہو جاتی دینی و روحانی پیشوائی کے ساتھ دنیاوی حکومت ان کے پاس رہتی تو وہ آئین اسلام کے خلاف چلاتے یا اپنی روحانی رہنمائی کے ساتھ اسکو مربوط کرتے

www.kitabmart.in

خدا کے واسطے چار روزہ دنیاوی نام ونمود کی خاطر عاقبت کا

سودا نہ کیجئے۔ کیا آپ اپنے ہمعصر بزرگ ساتھی مولوی محمد منظور

نعمانی صاحب کی طرح (جنہوں نے ایرانی انقلاب امام خمینی اور

شیعیت،، کتاب لکھی ہے) میرے خط کے جواب لکھا تھا

کہ میں نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے حق سمجھکر لکھا ہے

اگر معلوم ہو جائے کہ کسی حوالے کے بارے میں یا کسی عبادت

کا مطلب سمجھنے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو معلوم ہونے پر

اعلان کے ساتھ اپنی غلطی کا اعتراف کرنا میرے لیے باعث

مسرت ہوگا، آپ بھی یہ اعلان کر سکتے ہیں کہ کتاب المرتضیٰ

میں میں نے اکثر مقامات پر حضرت علیؓ مرتضیٰ علیہ السلام کے تعلق

سے غیر معتبر روایات نقل کر کے نادانستہ طور پر انکی بارگاہ میں

گستاخی کی ہے اور آل رسولؐ و اولاد علیؑ کے تعلق سے غلط

قیاس کیا ہے۔ بنی اُمیہ بالخصوص ابوسفیان و معاویہ کو

بچانے کی خاطر اجتہادی غلطی کی سپر اُن کے ہاتھوں میں دیدی

اجتہاد مجتہد جہاد کا مطلب سمجھنے میں بھی اپنی غلطی کا

اعتراف کرتا ہوں مولوی سید ابوالحسن علی حسنی ندوی صاحب

www.kitabmart.in

کیا حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے محض دنیاوی سلطنت قایم کرنے کی خاطر اسلام کی تبلیغ فرمائی تھی یا دنیا کو راہ حق دکھانے توحید کا پیغام سُنانے انسان کو خود اسکے مقام سے آگاہ کرنے بحکم خدا قولو لاالاہ اللہ تفلحو کی تبلیغ فرمائی دنیا وحکومت (بادشاہت) کا نظریہ تو حصول خلافت کے بعد قایم ہوا اور جیسی جیسی فتوحات ہوتی گئیں گورنروں اور دیگر حکام نے یہی چاہا کہ اب یہ موجودہ اقتدار اپنے ہی قبضہ میں رہے خصوصاً سربراہ بنی اُمیہ ابوسفیان نے تو صاف طور پر حضرت خلیفہ سوم عثمانؓ بن عفان جو خود بھی بنی اُمیہ سے تھے کہا کہ دیکھو بھائی اب یہ خلافت اپنے خاندان سے باہر نہ جانے پائے،، مصنف المرتضیٰ نے اسی ذہنیت کو بنی ہاشم کے تعلق سے ایسا ہی گمان کیا۔ (حضرت عثمانؓ نے شاید اسی مشورے کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمام اہم صوبوں میں بنی اُمیہ کے افراد کو مقرر کیا فوجی سربراہوں کے عہدے بھی بنی اُمیہ کو دالیے گیے اس کا نتیجہ حسب خواہش یہی نکلا کے بعد قتل خلیفہ سوم بنی اُمیہ ہی اقتدار پر قابض رہی اور معاویہ حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ راشد سے

www.kitabmart.in

مسلسل متصادم اور پھر حضرت امام حسنؑ کو زہر دلوانے کے بعد پورے عالم اسلام کے بلا شرکت غیرے بادشاہ ہو گئے اور اسے اپنی نسل میں منتقل کرنے کی بندوبست کر لیا ہے مولوی ندوی صاحب آپ نے اپنے وسیع مطالعہ میں جو سیرت علیؑ کا گہرا مشاہدہ فرمایا اسمیں محسوس کیا ہوگا کہ جب حضرت علیؑ کو زبردستی مسند خلافت پر بیٹھایا گیا تو آپ نے اپنے پہلے خطبہ میں اپنی خلافت کی پالیسی کا جو اعلان فرمایا کیا اس مختصر سے دور خلافت میں اسکے خلاف عمل دیکھا۔ جب حضرت علیؑ کے حقیقی بڑے بھائی حضرت عقیل ابن ابی طالب نے اپنے چھوٹے بھائی خلیفہ وقت سے اپنی مالی پریشانیوں کا تذکرہ فرمایا اور ادائی قرض کے لیئے بیت المال سے اعانت کی خواہش فرمائی تو حضرت علیؑ نے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اسکو چراغ پر رکھ دیا جس سے وہ کسی قدر جل گیا تب آپ نے فرمایا بھائی یہ دنیاوی آگ ہے جہنم کی آگ اس سے کتنی زیادہ سخت ہوگی کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کا مزہ چکھوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جناب عقیل وہاں سے شام معاویہ کے پاس چلے گئے اور اس نے انکو مطلوبہ رقم فراہم کر دی۔ حضرت خلیفہ سوم

www.kitabmart.in

نے اپنے اعزاہ اور اہل قبیلہ کی کسی کسی طرح مدد فرمائی اس تذکرے سے تاریخیں بھری پڑی ہیں ایک واقعہ اور بھی سن لیجے۔ عید کے موقعہ پر مولائے کائنات حضرت علیؑ نے بازار سے دو لباس خرید فرمائے ایک دس درہم کا اور ایک چھ درہم کا آپ نے چھ درہم والا لباس اپنے لیئے رکھا اور دس درہم والا اپنے غلام قنبر کو دیا اس پر قنبر نے کہا آقا یہ دس درہم والا بہتر ہے آپ اپنے لیئے رکھیں اس پر جو جواب حضرت علیؑ نے دیا ہے وہ کس قدر اثر انگیز ہے۔ کوئی اور ہوتا تو کہتا کہ میں مساوات اسلامی قائم کرنا چاہتا ہوں غلام و آقا کا فرق مٹانا چاہتا ہوں (اس بیان سے کہنے والے کی عظمت اور بلند کرداری تو ظاہر ہوتی لیکن غلام کو یہ احساس رہتا کہ میں بہرحال غلام ہوں آقا نے مجھ پر کرم فرمایا ہے) حضرت علیؑ نے فرمایا قنبر تم جوان ہو لہذا یہ دس درہم والا لباس تمہارے لیئے مناسب ہے میں ضعیف ہوں میرے لیئے یہ چھ درہم والا لباس کافی ہے

www.kitabmart.in

جس شخصیت نے مسلسل تنگ دستی مفلوک الحالی بلکہ فاقہ کشی

میں زندگی بسر کی ہو اگر اسکو اتنی بڑی حکومت مل جائے تو وہ جو کچھ کرے کم

تھا لیکن تاریخوں میں اور چھپے سیرت کی کتابیں چھانیئے اور بتلاتے

کہ علی نے اس چار سالہ دور خلافت میں اپنی گذر بسر کس طرح کی اور

پچھلے حالات میں کیا تبدیلی ہوئی

باب اول صفحہ (۱۷) پر غزوہ بدر (مشرکین واہل اسلام کی پہلی جنگ

میں حضرت علی کے کارنامے میں اتنا لکھا ہے حضرت علی ابن ابی

طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے حامل تھے اور

انھوں نے اپنے مقابل ولید بن عتبہ کو قتل کیا،،

تاریخیں بتاتی ہیں کہ بدر میں مشرکین کی تقریباً الف تعداد کو علی

نے قتل کیا (ان میں بنی اُمیہ کی تعداد زیادہ تھی جبھی تو بنی اُمیہ بطور خاص

علی و اولاد علی کی دشمن رہی)

صفحہ (۷۲) پر غزوہ اُحد کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہجرت کے

کے تیسرے سال شوال میں غزوہ اُحد پیش آیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں

کی مدد کی اور اس کا وعدہ نصرت پورا ہوا۔ مشرکین کے پیر اکھڑ گئے

عورتیں اپنی جانوں کی خیر مناتی بھاگیں رسول اللہ نے تیر اندازوں

www.kitabmart.in

کا امیر عبداللہ بن جبیر کو بنایا تھا ان تیر اندازوں کی تعداد پچاس تھی اُن کو ہدایت دی گئی تھی کہ اپنی جگہ سے کسی حال میں نہ ہٹیں اور اس طرف سے آنے والے دشمنوں کا تیروں سے مقابلہ کریں تاکہ وہ پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکیں۔ خواہ جیت رہے ہوں یا میدان دشمنوں کے ہاتھ جا رہا ہو۔

لیکن جب مشرکوں کو شکست ہو گی اور وہ بھاگنے لگے تیر انداز اپنی جگہ چھوڑ کر مالِ غنیمت کیلئے لشکر کفار پر ٹوٹ پڑے کیونکہ ان کو جنگ جیت لے جانے کا یقین تھا آخر مگر دشمن گھات ہوا تھا جیسے ہی مورچہ خالی دیکھا کفار یکبارگی ٹوٹ پڑے اور پشت کی جانب سے حملے شروع کر دیئے یہی نہیں بلکہ باآواز بلند اعلان کرنے لگے کہ اَلا اِنّ محمداً قد قتل،، یعنی محمدؐ شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے اور دشمنوں نے ٹوٹ کو دوبارہ وار کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں کی فتح مندی شکست کی صورت اختیار کر گئی الغرض دشمنوں کی سنگ باری سے آنحضرت صلعم کا ایک دندان مبارک شہید ہو گیا، سر مبارک پر چوٹ آئی جس سے خون بہنے لگا بونٹ پر زخم لگے، مسلمانوں کو پتہ نہ چل سکا کہ آپ کس جگہ

www.kitabmart.in

ہیں حضرت علیؑ نے اکو سہارا دیا الخ۔

امام بخاری سہیل بن سعد سے روایت کرتے ہیں اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کے زخمی ہونے کی کیفیت دریافت کی گئی تھی" فرمایا کہ کون رسول اللہ کے زخموں کو دھو رہا تھا۔ کون پانی ڈال رہا تھا اور آپ کو کیا دوا دی گئی مجھے سب یاد ہے۔

فاطمہ بنت رسول اللہ آپ کے زخموں کو دھو رہی تھیں اور علیؑ اپنی ڈھال میں پانی لیکر دے رہے تھے۔ جب فاطمہ نے دیکھا کہ پانی سے خون رکنے کے بجائے اور تیز ہو رہا ہے تو چٹائی کا ایک کنارہ نوچ کر اس کو جلا ڈالا اور اسکو سر مبارک کے مجروح حصہ پر چپکا دیا تو خون رُک گیا ۵ (الجامع صحیح بخاری۔ کتاب المغازی باب غزوہ احد ابن کثیر کہتے ہیں حضرت علی غزوہ احد میں موجود تھے لشکر اسلام کا میمنہ سنبھالے ہوئے تھے اور حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت کے بعد علم آپ ہی نے اپنے ہاتھ میں لیا اور سخت جنگ کی لاتعداد مشرکوں کو ٹھکانے لگایا رسول اللہ صلعم کے چہرہ مبارک سے بہتے ہوئے خون کو دھویا کیونکہ دشمن نے آپ پر وار کیا تھا سر مبارک پر زخم آئے اور دو دانت مبارک شہید ہوگئے،

www.kitabmart.in

(البدایہ والنہایہ) مصنف المرتضیٰ مولوی سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

نے غزوہ احد کی یہ پوری تفصیل دی ہے ماشاء اللہ تاریخ کے

اتنے بڑے اسکالر کی نظر سے اور اہم واقعات نہیں گذرے عم رسول

حضرت حمزہ کی شہادت ابوسفیان کی اہلیہ معاویہ کی والدہ کا

انکی لاش کے ساتھ گستاخانہ عمل جسکے سبب وہ جگر خوارہ سے

یاد کیجاتی ہیں اور غیر مسلمان کے پیر اکھڑ گئے لکھکر قلم روک لیا یہ

نہیں تحریر فرمایا کہ آخر مسلمانوں میں کون کون افراد بھاگے

جتنے بھی میدان سے بھاگے وہ صحابیت کے اصول کے تحت سب

ہی اصحاب رسول تھے حالت ایمان میں رسول کو دیکھا ان کے

ساتھ جنگ میں شریک رہے)

ہم کو یہاں قرآن حکیم کی ایک آیایت یاد آرہی ہے پہلے ہم

اسکو قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ (پارہ ۱۸ آیت نشان ۶۲)

ارشاد اب العزت ہے "انما المومنون الذین امنوا باللہ

ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتےٰ لیستا

ذنوہ ان الذین یستاذنونک اولٓئیک الذین یومنون باللہ ورسولہ

ترجمہ:- ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں جو خدا اور اسکے رسول پر

www.kitabmart.in

ایمان لائے اور جب کسی ایسے کام کے لیے جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہے رسول کے پاس ہوئیں تو جب تک ان سے اجازت نہیں لیتے اُن کے پاس سے جاتے نہیں جو لوگ تم سے اجازت لیکر جاتے ہیں بس وہی خدا و رسول پر ایمان رکھتے ہیں خداوند عالم نے اس آیت مبارکہ کو لفظ اِنّمَا سے شروع کیا ہے جو کلمہ حصر ہے (یعنی بس - صرف) اب آیت بالا پر غور فرمایئے بس وہی ایمان والے ہیں جو بغیر اجازت رسول امر جامع سے واپس نہ جائیں - اب امر جامع کے تعلق سے جتنے مفسرین ہیں سب کا متفقہ فیصلہ ہے کہ امر جامع سے مراد جہاد ہے تفصیل دیکھنا ہو تو حسب ذیل تفاسیر ملاحظہ فرمائیں تفسیر درمنثور جلد ۵ صد دکبیر جلد ۶ خازن جلد ۳ کشاف جلد ۲ وغیرہ - یہ تاریخ اسلام کا بدیہی واقعہ ہے کہ اکابر صحابہ کرام جنگ اُحد سے فرار فرما گئے - خاص طور پر ان میں نمایاں شخصیتیں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ جب یہ حضرات جہاد سے بغیر اجازت رسول کو چھوڑ کر چلے گئے تو امر جامع سے فرار ہی تو ہوا کوئی صحابی رسول اللہ سے اجازت لیکر تو نہیں گیا اب اِن فرار کرنے والوں کو اہل ایمان و مسلمان کہنا کہاں تک درست ہے حضرات ابوبکر و عمر و عثمانؓ کا جنگ اُحد و حنین سے فرار حسب ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے مدارج النبوۃ جلد ۱ تاریخ خمیس جلد ۱ تاریخ طبری جلد ۳ تفسیر کبیر جلد ۳ وغیرہ

www.kitabmart.in

کیا قرآن مجید میں یہ آیت اور اس کی تفسیر مورخ اعظم مولوی ندوی صاحب کی پرنور نظروں سے نہیں گزری؟ آپ نے اسی سبب مسلمانوں کی بھیڑ میں اپنے ممدوحین کو چھپانا چاہا لیکن ان کو کیسے چھپا لے کے خود ان بزرگواروں نے اعتراف کیا ہے کہ ہم پہاڑی بکریوں کی طرح بھاگ رہے تھے۔ مولوی ندوی صاحب تیراندازوں کے درہ سے ہٹنے کے بعد جس دشمن نے حملہ کیا اس کا نام بھی تو بتا دیتے حالانکہ یہ تمام تاریخوں میں ہے۔

عہد طفولیت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والے علیؑ ذوالعشرہ سے قبل رسول اللہؐ کے ساتھ مخفی طور پر نماز پڑھنے والے علیؑ مشرکین کے بچے جو رسالتمآبؐ پر پتھر برسائیں انھیں مار بھگانے والے علیؑ بستر رسولؐ پر سو کر بحفاظت رسول خدا کو ہجرت کروانے والے علیؑ جنگ بدر میں مشرکین کی نصف تعداد کو تنہا قتل کرنے والے علیؑ جنگ احد میں مشرکین قریش سے میدان میں جم کر لڑنے والے علیؑ جب پیغمبر اسلام زخمی ہو کر گر پڑیں تو سہارا دے کر اٹھانے اور زخموں کو دھونے والے علیؑ اکابر اصحاب فرار ہو جائیں اور تنہا رسول خداؐ کی حفاظت

www.kitabmart.in

کرنے والے علیؑ، فداکاری و جانثاری کا جب بھی موقعہ آئے تو علیؑ بعد وفات رسولؐ اللہ ان کی میت کو غسل و تکفین دینے والے علیؑ، خلافت کی مسند پر جلوہ افروز ہونے والے جاں نثاران محمدؐ مصطفےٰ۔ واہ رے انصاف۔

ہم نے سورہ نور کی آیت ۶۲ کے حوالہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر بغیر اجازت فرار ہونے والے نہ مومن ہیں نہ مسلم اب ایک بات اور بھی سن لیجیے۔ قرآن میں خداوند عالم کا ارشاد یہ بھی ہے کہ جو راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ اور وہ مستحق جنت ہے۔ اب مولوی ندوی صاحب ارشاد فرمائیں کہ جن حضرات نے فرار اختیار کیا، کیا ان کا اعتقاد قرآن پر باقی تھا کیا وہ جنت پر عقیدہ رکھتے تھے؟ ارے اگر یہ کچھ بھی نہ تھا تو کم از کم رسول اسلام سے اپنی عقیدت و محبت کی خاطر ہی سہی میداں میں جم جاتے اور یہ سوچتے کہ بعد محمدؐ ہم جی کر کیا کریں گے۔

www.kitabmart.in

صفحہ (۴۷) پر غزوہ خندق جس کو غزوۃ الاحزاب بھی کہتے ہیں
پیش آیا۔ یہ معرکہ ان واقعات میں سے ہے جن کے
اثرات دور رس اور اسلام کے پھیلنے میں معاون
ثابت ہوئے نیز یہ جنگ فیصلہ کن تھی مسلمانوں
کو وہ آزمائش پیش آئی جس کی اس سے پہلے کوئی
نظیر نہیں ملتی اس کی بولتی ہوئی نازک اور واضح تصویر
ان آیات کریمہ میں دیکھی جا سکتی ہے (سورہ احزاب ۱۰-۱۱)

ترجمہ: "جب وہ تمہارے اوپر اور نیچے کی طرف
تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل (مارے دہشت
کے) گلوں تک پہونچ گئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے
گمان کرنے لگے۔ وہاں مومن آزمائے گئے اور سخت طور پر
ہلائے گئے"۔ ایسا معلوم ہوتا ہے نگاہ قدرت نے صرف پیغمبر اسلام
کے جاں نثاروں کو دیکھ رہی تھی بلکہ ان کی دلی کیفیت اور وعدہ قدرت
(نصرت حق) پر سے ان کا اعتقاد ہٹ گیا تھا وہ الہٰی امداد کے
منکر ہوکر خدا کی نسبت شک و شبہہ کرنے لگے تھے (یہ رسول
اللہ کے ہم نشین صحابہ کرام تھے) لیکن مسلمانوں پر ان کی اطاعت

www.kitabmart.in

عقیدت لازم ہے اس لیئے کہ یہ لوگ بہر حال اصحاب پیغمبر ہیں اور ان کی شان میں رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے۔

اصحابی کالنجوم میرے اصحاب (بلا تخصیص) مثل ستاروں کے ہیں، کسی کی بھی اقتداکرو نجات پاؤ گے"۔ اصحابی کلھم عدول، سبھی اصحاب کل کے کل عادل ہیں"۔

یہ ارشاد رسولؐ آیات قرانی سے متصادم ہی کیوں نہ ہو مسلمان ان احادیث شریفہ پر مکمل ایمان رکھتا ہے اب چلتے چلتے سورہ نساء کی آیت ۱۴۵ کی تلاوت کا بھی شرف حاصل کرلیں۔

ان المنافقین فی درک الاسفل ۔ یعنی منافقوں کی جگہ جہنم میں بدترین جگہ ہے ۔ آپ شاید یہ سوچیں کے منافقین کی مذمت والی آیت سے اصحاب پیغمبر کا کیا تعلق تو سنئے منافق کلمہ پڑھنے والے اور رسولؐ خدا کے ساتھ رہنے والوں میں سے ہی ہیں جو رسول اللہ سے دور رہے اور کلمہ نہ پڑھا وہ کافر ہیں اگر اب بھی کسی کو شک ہو تو حضرت حذیفہ یمانی (اصحابی رسولؐ) سے پوچھئے

www.kitabmart.in

کہ منافقین میں کون کون تھے کیا وہ کافر تھے یا بظاہر تو مسلمان
لیکن وہ آپ کو ہرگز نہیں بتائیں گے کیوں کہ انھیں
رسول خدا نے منع فرمادیا ہے آپ ہم کیا حضرت حذیفہ
نے خلیفہ دوم کے اصرار کے باوجود نام نہیں بتلائے آخر
میں خود حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم بتاؤ یا نہ بتاؤ
میں بھی منافقین میں ہوں۔" اگر اس روایت سے ندوی
صاحب انکار فرمائیں تو ہم اُن کے کتب خانہ سے ہی وہ
کتابیں نکال کر پیش کریں گے جس میں یہ روایت
موجود ہے، گفتگو کو مختصر کرتے ہوئے ہم پھر ندوی صاحب
کی تصنیف المرتضیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ صفحہ ۷۵ پر
فرماتے ہیں حضرت علیؑ کے جنگ کے امور میں
خداداد امتیازی کمال (عبقریتِ حربیہ) کا پہلی بار
شاندار اور مکمل اظہار اس جنگ کے موقعہ پر ہوا۔ حضرت
سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے جو خندق کھودی گئی وہ مدینہ کے
شمال مغرب کے راستے پر تھی۔ اور یہی دشمن کے
مدینے میں داخل ہونے کا کھلا راستہ تھا۔

www.kitabmart.in

دشمن کی فوج دس ہزار تھی قریش کے شہسوار تیز گام مدینہ منورہ کی طرف بڑھتے آئے اور خندق کے قریب پہنچ کر ٹھٹھک گئے اور کہنے لگے یہ تدبیر جنگ تو نئی چیز ہے۔ اس کے بعد خندق کے ایک تنگ کنارے پر پہنچے اور اپنے گھوڑے اتار دیئے۔ وہ کود کر اچھلے اور مدینہ کے اندر داخل ہو گئے اِن ہی فوجیوں میں عمرو بن عبدوؔد بھی تھا جو تنہا ایک ہزار شہسواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا وہ سامنے آکھڑا ہوا اور بولا۔ من یبارز، "کون ہے جو میرے مقابلہ میں آئے اس کے مقابلہ کے لیئے حضرت علیؑ نکلے اور فرمایا" اے عمرو تم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر کسی قریش کے فرد نے تم کو دو چیزوں کی دعوت دے تو تم ایک ضرور قبول کرو گے۔ اس نے کہا بیشک، حضرت علی نے فرمایا میں تم کو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں تو اس نے کہا مجھے اسکی ضرورت نہیں حضرت علیؑ نے فرمایا، پھر تم کو مقابلہ پر آنے کی دعوت دیتا ہوں۔ عمرو بولا کیوں ابن آخی (بھتیجے) میں تم کو قتل کرنا نہیں چاہتا حضرت علیؑ نے فرمایا لیکن میں واللہ تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں یہ سن کر اس کو جوش سا آگیا اپنے گھوڑے سے کود کر اس کی کوچیں کاٹ دیں اور اسکے چہرے پر ایک ضرب لگائی

www.kitabmart.in

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا،
دونوں کی تلواریں چلنے لگیں بڑھا بڑا پھر دا کیا اتنے میں حضرت علیؑ
کی تلوار نے اُس کا کام تمام کر دیا۔ دوسری روایت میں یہ
واقعہ اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ عمرو نے پکار کر کہا کون ہے
جو میرے مقابل آتا ہے اور مسلمانوں سے حقارت آمیز
انداز میں کہنے لگا کہاں ہے وہ جنت جس کے متعلق تمھارا
عقیدہ ہے کہ جو "شہید" ہو گا وہ جنت میں داخل ہوئے گا؟ کسی
کو میرے سامنے کیوں نہیں لاتے؟ حضرت علیؑ دوبارا اٹھے اور
آنحضرت صلعم سے اجازت چاہی اور کہا میں یا رسول اللہ آنحضرتؐ نے
فرمایا بیٹھے رہو پھر عمرو نے تیسری بار للکارا اور غصہ بھڑکانے کے انداز
میں آواز دی حضرت علیؑ پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں یا رسول اللہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جانتے ہوئے عمرو ہے۔ حضرت
علیؓ نے کہا ہوا کرے عمرو، آپؐ نے اجازت دے دی حضرت
علیؓ اُس کی طرف بڑھے اور جب اپنا نام تو اُس
نے کہا اے برادر زادے تمھارے چچا صاحب میں بہت
اسے ہیں جو تم سے عمر میں بڑے ہیں مجھے اچھا نہیں لگتا کہ تمھارا

www.kitabmart.in

خون بہاؤں حضرت علیؓ نے فرمایا لیکن میں واللہ تمھارا
خون بہانا چاہتا ہوں پھر مقابلہ شروع ہوا اور حضرت علیؓ
نے اس کا کام تمام کر دیا" پھر جنگ ختم ہو گئی۔ یہ روداد جنگ
روایتوں کے سہارے سے مصنف المرتضی نے تحریر فرمائی اور
اتفاق یہ ہے کہ دونوں روایتیں البدایہ والبنایہ سے
لی گئی ہیں۔

اس غزوہ احزاب (جنگ خندق) کے اہم ترین واقعات
شاید مصنف المرتضیٰ کی نظروں سے نہیں گذرے کیونکہ اسمیں
حضرت علیؓ کی مدح اور منزلت ہے ارشاد رسول اکرم کلِ ایمان
کل کفر کے مقابل جارہا ہے یوم خندق علیؓ کی ضربت ثقلین کی عبادت
سے افضل ہے" یہ ہیں حضرت علیؓ کی مفصل سوانحیات کے مصنف
مولوی سید ابوالحسن علیؒ ندوی صاحب جب عمرو نے اپنے
مقابل آنے کیلئے تمام مسلمانوں کو للکارا تو رسول اللہ کے
سوال سے قبل حضرت علیؓ نے کہا میں یا رسول اللہ کتنا غیر ضروری
جملہ معلوم ہوتا ہے جب رسول اللہ نے اپنے ہم
نشین بہادر صحابیوں سے سوال کیا کہ کون

www.kitabmart.in

اس کے مقابلہ کیلئے جاتا ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا

میں یا رسول اللہ یہ جملہ شاید اس لیئے حذف کر دیا گیا

کہ ناظرین کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جائے کہ حضرت علیؓ نے

عجلت کر کے خود ہی اجازت چاہی لیکن رسول اللہؐ کا دوبارہ

حضرت علیؓ کو بٹھا دینا صاف صاف بتلا رہا ہے کہ موجود اصحاب

میں سے کسی نے عمرو کے مقابلہ کا ارادہ ظاہر نہیں فرمایا۔

عمرو نے پہلے تو اصحاب پیغمبرؐ کی جوانمردی اور بہادری کو

للکارا پھر اس کم بخت نے عقائد پر حملہ کر دیا یعنی

شہادت کے اعتقاد کو پارہ پارہ کر دیا کیا ہمارے معزز تجربہ کار

معتدد کتابوں کے مصنف اور اس زمانے کے سب سے

زیادہ محترم بزرگ مولوی سید ابو الحسن علیؓ حسنی ندوی

صاحب اصحاب پیغمبرؐ کے اس رویہ کے تعلق سے کوئی

وضاحت فرمائیں گے؟ پہلے ہم نے الارشاد اب الغرت کے

مطابق امر جامع سے چلے جانے کو کفر ثابت کیا اب راہ خدا میں

شہید ہونے والا زندہ رہتا ہے پر ایمان نہ رکھنے

پر مولوی ندوی صاحب بتلا ہو گا کیا کہیں؟

www.kitabmart.in

صفحہ (۷۰،۸۱) پر بعنوان صلح حدیبیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

سے حضرت علیؓ کی محبت اور ادب واحترام ،، کے تحت اِس

صلح کا ذکر صرف ۸ - ۱۰ سطروں میں فرمایا بڑے مباحث کے

بعد مسلمانوں کو حدود حرم میں داخل ہوئے نہیں دیا گیا اور سہیل

بن عمرو صلح نامہ تحریر کرنے کفار قریش کی طرف سے آیا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے صلح نامہ لکھوانا شروع

کیا پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پر سہیل بن عمرو نے اعتراض

کیا اور کہا باسمک اللھم ، لکھا جائے رسول اللہؐ نے حضرت

علیؓ سے فرمایا کہ ایسا ہی لکھو اسکے بعد فرمایا یہ معاہدہ جس

پر محمد رسول اللہ نے فیصلہ کیا تو سہیل نے کہا اگر ہم آپکو اللہ کا رسول

مانتے تو بیت اللہ آنے سے روکتے ہی نہیں یوں لکھیے یہ صلح نامہ محمد

بن عبداللہ - رسول اللہ نے حضرت علیؓ سے فرمایا پہلا لکھا ہوا (محمد رسول اللہ)

کاٹ دو اسپر حضرت علیؓ نے فرمایا بخدا میں اسکو قطعاً نہیں مٹا سکتا آنحضرتؐ نے

فرمایا وہ جگہ بتادو جہاں رسول اللہ لکھا ہے میں خود مٹائے دیتا ہوں ،،

یہاں پر پورا واقعہ حدیبیہ ختم کر دیا گیا مولوی ندوی صاحب کم از کم

اپنے فرقہ کی کتابوں کو سامنے رکھکر المرتضیٰ مرتب فرماتے اس اہم واقعہ کو

www.kitabmart.in

۸۔۱ سطروں میں ختم کر دیا پہلی بات یہ کہ انھوں نے سیرت علیؑ ابن ابی طالب کا مطالعہ ہی نہیں فرمایا اور سطحی معاملات کے تحت حضرت علیؓ علیہ السلام کی رسول اللہ سے محبت کے اظہار کے طور پر حضرت علیؓ کا وہ جملہ لکھا کہ بخدا میں میں قطعاً اسکو مٹا نہیں سکتا ،، ندوی صاحب نے اس جملہ میں ایمان کی پختگی اور محمدؐ اللہ کے رسوؐل ہونے پر کامل اعتماد پر غور نہیں فرمایا پھر اسی صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کسی کا رسالت پر شک کرنا یاد آنے پر حضرت علیؓ کے جملہ کو رسول اللہ سے ذاتی محبت بتا کر اسکی اہمیت کو ختم کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

حدیبیہ کے موقعہ پر کن اصحاب نے رسالت پر شک کا اظہار فرمایا اور کن اصحاب نے حکم رسوؐل (قربانی نہیں دے دی جاے) پر پس و پیش فرما یہ باتیں چونکہ مصنف صاحب کے مفاد کے خلاف ہیں اسلئے انکو ترک صفحہ (۷۸) پر غزوہ خیبر کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے

ہجرت کے ساتویں سال محرم کے آخر میں خیبر کی جنگ ہوئی یہ وہ جنگ ہے جس میں خدا حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی نادرہ روزگار شجاعت اور اللہ و اللہ کے رسوؐل کے یہاں جوان کا مرتبہ تھا وہ دنیا کے سامنے کھل کر آگیا۔ اور تقدیر الہی کا یہ فیصلہ کہ یہ یہودی کا کوئی جسکی جنگی اور فوجی نیز جغرافیائی لحاظ سے بڑی اہمیت تھی وہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح ہو،،

www.kitabmart.in

اتنا لکھ کر مصنف صاحب نے خیبر کا جغرافیائی نقشہ پیش فرمایا اور لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی فوج لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے مجاہدین کی تعداد چودہ سو تھی آپ نے خیبر کے قلعوں پر حملہ کی ٹھان لی اور ایک ایک قلعہ فتح ہوتا رہا لیکن القموص کا قلعہ مسلمانوں کے لئے ناقابل تسخیر معلوم ہو رہا تھا اس وقت حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کی آنکھیں آشوب کر آئیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل جھنڈا اسی شخص کے ہاتھ میں ہوگا جس کو اللہ اور اس کا رسولؐ پسند فرماتا ہے۔ اور اسی کے ہاتھ سے یہ قلعہ فتح ہوگا اکابر صحابہ اس موقع پر اپنے لئے سرفرازی کے متمنی و منتظر تھے"۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور جیسا کہ کہا گیا اُن کی آنکھوں میں تکلیف تھی وہ حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور ان کے لئے دعا کی جس سے اسی لمحہ ان کی تکلیف دور ہوگئی اور ایسی دور ہوئی گویا کبھی تھی ہی نہیں۔ آپ نے ان کے ہاتھ میں علم دیا۔ حضرت علیؑ

www.kitabmart.in

نے دریافت کیا، کیا میں اس وقت تک ان سے قتال کروں جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں ؟۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تم اپنی راہ پر گامزن ہو جاؤ اور ان کے مقابلہ میں اتر کر انھیں اسلام کی دعوت دو۔ بخدا اگر تمہارے ہاتھ پر ایک بھی ہدایت پا جائے تو تمہارے لئے بے شمار سرخ اونٹوں سے بہتر ہے" ۔

حضرت علیؑ کا قلعہ القموص میں داخل ہونا اور مرحب کا مقابلہ کرنا اور دونوں کا دو دو وار کرنا اور حضرت علیؑ کا وار جس سے اُس کا آہنی خود اور سر دونوں ایک ساتھ کٹ جانا اور اسی پر جنگ کا فیصلہ ہو جانا لکھا ہے یہاں پر پہلا سوال یہ کہ کیا ان اکابر صحابہ کو اللہ اور اس کا رسولؐ پسند نہیں کرتے تھے۔ دوسرا سوال یہ کہ یہاں پر بھی مصنف موصوف نے سیرت ابن ہشام کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ مرحب کو جس شخص نے قتل کیا وہ محمد ابن مسلمہ تھے (اگرچہ بعد میں آپ مسلمہ کی روایت پر اعتماد کا اظہار فرمایا ہے لیکن دیانت داری کے اظہار کے طور پر ایک کمزور روایت بھی فرمادی

www.kitabmart.in

کیا ایسا ہی عمل ہر جگہ رہا ہے؟ تیسرا سوال یہ کہ باب خیبر کو اٹھانے کی روایت پر بھی مذبذب انداز میں پیش کرتے ہوئے ابن کثیر کے قول کو لکھا یہ روایت ضعیف ہے کیوں کہ اس میں ایک مجہول راوی ہے اس طرح پھر وہی انداز اور آخر میں اپنا فیصلہ یوں سنایا ہے کہ "اگر اس کی کوئی اصل ہے تو یہ عقاید اہل سنت کے خلاف نہیں ہے کیوں کہ اہل سنت کے عقاید و علم کلام میں آتا ہے اِنَّ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَا حَقٌّ (اولیا سے کرامات کا صدور حق ہے) ہمارے قارئین خود متوجہ ہیں اس لئے بار بار ان سے توجہ کی اپیل ہم بے کار سمجھتے ہیں۔

صفحہ (۸۴) پر حضرت علی کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تسکین و تسلی کے بلند کلمات کے فرماتے ہیں۔ رجب ۹ھ میں تبوک کا معرکہ پیش آیا۔ رسول اللہؐ نے مدینہ منورہ کا محافظ (گورنر) حضرت محمد بن مسلمۃ الانصاری اور اپنے اہل بیت کی دیکھ بھال کے لئے اپنی جگہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مقرر فرمایا۔ حضرت علیؑ نے منافقوں کے افواہ پھیلانے اور ان کی چہ میگوئیوں سے خطرہ کا اظہار فرمایا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ نیابت و اعتماد کے معاملہ میں تمہاری حیثیت وہ ہو جو حضرت ہارونؑ

www.kitabmart.in

حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھی ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

صفحہ (۸۵) پر یمن کی مہم اور قبیلہ ہمدان کا اجتماعی طور پر ایمان لانا کے تحت تحریر فرمایا ہے کہ فتح مکہ اور غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد ۹ھ میں ہر طرف سے وفود آنحضرت کی خدمت میں جوق در جوق آکر اسلام قبول کرنے گئے:

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو اسلام کی دعوت دینے کے لیئے ایک جماعت کے ساتھ یمن بھیجا یہ جماعت وہاں چھ ماہ مقیم رہی اور حضرت خالد بن ولید اسلام کی دعوت دیتے رہے مگر ان لوگوں نے قبول نہیں کیا۔ ان کے بعد رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو بھیجا انھوں نے وہاں جاکر لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکتوبِ گرامی پڑھ کر سنایا اس پر پورا قبیلہ ہمدان ایمان لے آیا،،

جب حضرت علی نے اہل ہمدان کے قبول اسلام کی خبر رسول اللہ کو سنائی تو آپ سر بسجود ہو گئے پھر سجدے سے سر اٹھا کر فرمایا السلام علی ہمدان السلام علی ہمدان یعنی سلامتی ہو ہمدان کے لیئے (دو مرتبہ)

صفحہ (۸۶) پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت اور انکار طبیعت،، عنوان کے تحت حضرت علی علیہ اسلام کو بلوا کر رسول اللہ کا

www.kitabmart.in

سورہ برات دیکر حج کے موقعہ پر ۱۰ ذی الحجہ خانہ کعبہ کے پاس لوگوں کو

سنانے کا حکم۔ عرض سے میں حضرت ابوبکر سے ملاقات جو امیر حج کی حیثیت

سے تشریف لیجا رہے تھے حضرت علی کا بحیثیت مامور مکہ جانا بیان فرمایا ہے

اس پوری عبادت میں حضرت علی کا نیابت رسول اکرم کا کہیں کوئی اشارہ نہیں

قرآن کے حکم کے مطابق سورہ برات یا تو خود رسول اللہ پہنچائیں یا ان میں کا کوئی

تو اس حیثیت سے اگر حضرت علی کو نایب پیغمبر سمجھا جائے تو پھر حضرت ابوبکر

کے ساتھ بحیثیت مامور جانا تو ہین نیابت ہوگی تاریخیں تبلا رہی ہیں کہ پہلے

حضرت ابوبکر کو سورہ برات پہنچانے پر حضرت پیغمبر نے مقرر فرمایا جب وہ چلے

گئے تو حکم قدرت آیا کہ یا آپ جائیں یا پھر آپ میں سے کوئی تب انحضرت

صلم نے حضرت علی کو اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ وہ آگے بڑھ کر حضرت ابوبکر

سے سورہ برات لے لیں اور خود جا کر حج کے موقعہ پر سنا دیں یہ روایت

بیشتر کتب میں درج ہے مگر ہمارے مولوی ندوی صاحب کے

مطالعہ میں نہیں آئی پچھلے موقعوں پر جیسا کہ مستند روایت اور

کمزور روایت دونوں درج فرما رہے تھے یہاں بھی کم از کم ایسا ہی

کرتے۔ صفحہ (۸۷) پر حجۃ الوداع اور غدیر خم کا خطبہ،،

اِس عنواں کے تحت مصنف المرتضیٰ نے جس انداز سے

www.kitabmart.in

قلم چلایا ہے اُسے ہم آہنگی کوتاہ بینی اور دلی کدورت کے سوا کیا کہیں ایک تاریخی حقیقت کو صرف ایک ابن کثیر کے بیان پر اعتماد کر کے مجہول انداز میں واقعہ کو تحریر کر دینا کسی سوانح نگار کے شایان شان نہیں۔ جگہ جگہ ایک خاص نظریہ کے حامی استاد محمود العقاد کے مضامین کا حوالہ اور ان کے نظریہ کی تبلیغ تو کرتے رہتے ہیں لیکن ایک عظیم محقق نامور عالم دین ماضی قریب کے وقائع نگار سرکار امینی رحمۃ اللہ علیہ کی بائیس جلدیں صرف واقعہ غدیر پر ہیں مولوی ندوی صاحب کو اسکے پڑھنے ان کا استدلال اور ان کے حوالے ملاحظہ کرنے کی توفیق نہیں ہوئی ورنہ یہ واقعہ اسقدر عام ہے کہ تاریخ کا معمولی طالب علم بھی بغیر کسی پس و پیش کے اسکی صداقت کو مان لیگا۔ شعراء نے ہزاروں اشعار کہے ہیں مورخین نے مختلف انداز میں اسکو بیان فرمایا ہے معمولی فرق سے سب اس بات پر متفق ہیں کہ رسالتمآب نے فرمایا کہ "من کنت مولا فہذا علی مولا" میں جس کا مولا ہوں علی بھی اسکے مولا ہیں اسکے بعد دعا فرمائی کہ جو علی کو دوست رکھے خدا بھی اسکو دوست رکھے اور جو علی سے دشمنی رکھے خدا بھی اس سے دشمنی رکھے اسکے بعد اکابر صحابہ کا حضرت علی کو مبارکباد دینا یہ سب تفصیل ندوی صاحب

www.kitabmart.in

کے نزدیک قابل تحریر نہیں دیے مورخ اعظم اور حضرت علیؑ کے سچے عقیدت مند۔ یہ مفصل سوانح حیات مستند کتب تاریخ، ناقابل انکار واقعات وحقائق اور تجزیاتی و تقابلی مطالعہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے۔

صفحہ (۸۹) پر "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات" کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔ "دعوت الی اللہ کی مہم مکمل ہو چکی تشریع (قانون سازی) کا کام تکمیل پا چکا آپؐ نے جن لوگوں کو اپنی آغوش تربیت میں پالا تھا ان کی وفاداری پر آپ کو مکمل اطمینان حاصل ہو چکا تھا۔ جنھوں نے آپؐ کے زیر سایہ اور آپ کی براہ راست صحبت بابرکت میں رہ کر تعلیمات دینی کو اخذ کیا تھا وہ اس پر خود بھی عامل وکاربند تھے اور دوسروں کو بھی کاربند رکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے"۔

پھر آنحضرتؐ کا حضرت ابوبکر کو نماز جماعت کی امامت کا حکم دینا تفصیل سے تحریر فرمایا ہے

رسول اللہ صلعم کی وفات کی خبر صحابہ کرام پر بجلی بن کر گری یہ حضرات آپ کے دامن رحمت سے وابستہ اور دل سے شیدا وفریفتہ تھے وہ آپ کے آغوش تربیت میں اس طرح رہے جیسے شفیق باپ کی آغوش میں اس کے بچے ہوں، بلکہ اس سے بھی زیادہ، ان پر قیامت گذر گئی۔

www.kitabmart.in

(شاید اسی سبب وہ سرکارِ رسالت کی آخری خدمت (غسل و تکفین) سے دور رہے بلکہ اس مقام سے دور سقیفہ بنی ساعدہ چلے گئے وہ یہ منظر دیکھ نہیں سکتے تھے)

مصنف نے دوسری پیراگراف میں اہلبیتؑ کے تعلق سے یوں تحریر فرمایا ہے: "قدرتاً آپ کی جدائی کا غم آپ کے اہل بیت خاندان ہاشمی خصوصاً حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ پر سب سے زیادہ تھا' یہ قانون قدرت اور فطرت سلیم کا تقاضا تھا' پھر رشتہ کا قرب دل کی نرمی اور گداز' احساسات کی نزاکت اور محبت کا وفور مستزاد' لیکن انھوں نے اس جاں گداز حادثہ کو خداداد قوت ایمانی اور تسلیم رضا کے اس جذبہ سے جو تربیت نبوی کا فیض اور اُن کا خاندانی شعار تھا برداشت کیا ۵ ع۱

ع۱: اگر ہمارے امکان میں ہوتا تو یہ جملے تاریخ کی ان کتابوں کے حاشیہ پر لکھوا دیتے جہاں خبر وفات پیغمبرؐ پر سنکر رسول اللہ کے صحبت یافتہ ان کی آغوش تربیت میں لبسر کرنے والے حضرت ابوبکر کو خلافت سپرد کرنے میں پہل کرنے والے اور خود مستقبل کے خلیفہ بے حال ہوگئے اور شیر برہنہ کر مسجد نبوی پر کھڑے ہو گئے اور وفات رسول کی تردید فرمانے لگے اور فرمایا جس نے کہا رسول اللہ کی وفات ہوگئی اس

www.kitabmart.in

کا سر قلم کر دوں گا۔

اہل بیتؑ رسول اللہؐ نے آپ کے غسل و تکفین کی خدمت انجام دی۔

لیکن اس تمام محبتوں کے اور اس تعلق کے باوجود جس کی مثال نہیں مل سکتی آپؐ پر کوئی نوحہ کناں نہ ہوا۔ کیوں کہ آپؐ نے اپنی آخری زندگی میں نوحہ کرنے سے سختی سے باز رہنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ آپ کا ارشاد تھا یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے اپنے انبیاءؑ کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا دیا ان کے اس عمل سے پرہیز کیا جائے" پہلے تو مصنف المرتضیٰ نے اصحاب پیغمبر اسلام جو آغوش تربیت میں رہے اور جیسے شفیق باپ کی آغوش میں اس کے بچے رہتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان پر خبر وفات سے قیامت گزر جانے کا حال بیان فرمایا پھر ایک خاص مصلحت کے تحت اہل بیت رسولؐ اللہ صلعم کے تعلق سے اس حادثہ کے تعلق سے باوجود قرابت قریبہ اور احساسات کی نزاکت، فطرت سلیم کا تقاضا، محبت کا وفور انھوں نے غسلؑ و تکفین کی خدمت انجام دی اور حکم رسولؐ احدیث شاید اسی کو کہتے ہیں پر آپؐ پر کوئی نوحہ کناں نہیں ہوا"۔ اہلبیت رسولؐ اللہ کے صبر و ضبط کا اظہار محض یہ دکھانے کے لئے کیا گیا ہے کہ "نوحہ و گریہ" اہلبیتؑ کا شعار نہیں۔ یہاں ہم کو بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

www.kitabmart.in

کا غزوۂ احد سے واپس ہوتے کا منظر یاد آرہا ہے۔

متعدد تاریخوں میں یہ واقعہ کم وبیش اس طرح تحریر کیا گیا ہے۔ جب سرکار رسالتؐ غزوہ احد سے واپس ہو رہے تھے اور چند اصحاب کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوتے ہی اُن گھروں سے جن کے مرد اس جنگ میں شہید ہوئے تھے آہ وبکا نوحہ وماتم کی صدا آنے لگی"۔ اس پر سرکار دوعالمؐ نے فرمایا "افسوس میرے چچا حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں" اصحاب یہ سنتے ہی اپنے اپنے گھروں میں گئے اور عورتوں سے کہا کہ تم اب حمزہ پر ماتم وگریہ کرو چنانچہ عورتیں واحمزہ واحمزہ کہہ کر رونے لگیں جب یہ آوازیں سمع ہمایونی میں پہنچیں تو آپؐ نے ان آوازوں پر نزول رحمت کی دعا فرمائی"۔ چوں کہ اس واقعہ کے لکھنے سے شہدا پر گریہ وماتم کا جواز ہوتا ہے اس لئے یہ روایت نظرانداز کر دی گئی پھر ایک نامعقول روایت محض حضرت علیؑ کے خلفاء سے خلوص کے اظہار کے طور پر صفحہ ۱۸۶ پر یوں تحریر فرمائی ہے

حضرت علی حضرت عمر کی وفات پر رو رہے تھے ان سے پوچھا گیا کہ کیوں رو رہے ہیں تو فرمایا عمر کی موت پر رو رہا ہوں۔ عمر کی موت اسلام میں ایک ایسا شگاف ہے جو قیامت تک پُر نہیں کیا جا سکے گا" یہاں ہمارا جی چاہتا ہے کہ مصنف المرتضیٰ کی اس جاہلانہ

www.kitabmart.in

تحریر پر کم از کم آہ سرد بھریں"۔ جس ہستی نے حضرت علیؑ کو اپنے بیٹے کی طرح پالا پرورش کی، اپنے علم کا دروازہ قرار دیا بحکم خدا اپنی چہیتی بیٹی کو اس کے عقد میں دیا شب ہجرت اپنے بستر پر سلایا۔ اس کی وفات پر علیؑ دو آنسو نہ بہائیں اور جو شخص بعد وفات پیغمبرؐ حصول بیعت کے سلسلہ میں خانہ علیؑ کو آگ لگا دے، علی کے گلے میں رومال ڈال کر بیعت لینے کے لئے گھر سے مسجد نبوی میں لے جائے اس کے مرنے پر مسلسل آنسو بہائیں۔

یہاں اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ فرض کر لیا جائے کہ حضرت علیؑ نے حضرت عمر کی وفات پر گریہ فرمایا تھا تو اس سے صاف حضرت علی کی توہین ہو رہی ہے کیا حضرت علیؑ کو اس وقت ارشاد پیغمبرؐ یاد نہیں رہا تھا۔ جس ہستی کو خاتم النبیین رحمت اللعالمین اپنے علم کا دروازہ فرمائیں اسکو یہ ارشاد یاد نہیں یا اس کے حکم کی خلاف ورزی کرے ہم مصنف المرتضیٰ سے ادباً گزارش کرتے ہیں کہ وہ حضرت علی کا وفات حضرت عمر پر گریہ فرمانے کا واقعہ جس کتاب میں لکھا ہو اس کا حوالہ تحریر فرمادیں اور اگر انھوں نے کسی ایسی کتاب کا حوالہ دیا جو عامۃ المسلمین میں مقبول نہیں تو پھر ہم بھی ایسی روایتیں پیش کریں گے جس میں آپ کے ممدوحین کی سخت مذمت اور توہین کی گئی ہے۔ ہم گریہ کی اہمیت

www.kitabmart.in

اور فضیلت کے سلسلہ میں آیات قرآنی کی روشنی میں ایک مکمل کتاب تیار کر سکتے ہیں لیکن پہلے مصنف المرتضیٰ سے خواہش ہے کہ قرآن شریف کا بغور مطالعہ فرمائیں اور خود ہی رد نے کی فضیلت والی آیتیں ملاحظہ فرمالیں۔

یاد رکھے مورخ یا سوانح نگار کو غیر جانبدارانہ طور پر حقیقی و تحقیقی حالات قلم بند کرنا چاہیے محض دوسرے مسلک کے افراد کو مطعون کرنے اور اپنے خیالات کو منوانے کیلئے غلط بیانی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اہلبیت رسول اکرم نے رسول اللہ کے غسل و تکفین کی خدمت انجام دی، اعلان رسالت سے وفاتِ پیغمبر اسلام تک جو شب و روز ساتھ رہے ہجرت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو اپنا قائم مقام و جانشین مقرر کریں جو بعد حضرت پیغمبرؐ کفار قریش کی امانتیں انھیں لوٹا دے اور جو متعلقین پیغمبرؐ مکہ میں رسول اللہ چھوڑ کر جائیں انھیں بحفاظت کفار قریش کے درمیان سے علی الاعلان مکہ سے مدینہ پہونچا دے شب ہجرت کفار قریش کی اپنی ہوئی تلواروں میں آرام سے بستر رسولؐ پر سو جائے اور رات بھر کفار قریش کو علیؑ پر نبی ہونے کا دھوکہ ہو۔ بدر و احد، خندق و خیبر میں اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچائے تبوک کے موقع پر جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا خلیفہ بنا کر مدینہ میں چھوڑ جائیں اور یہ ارشاد ہو کہ میری نیابت و اعتماد کے معاملہ میں تمہاری حیثیت و مرکزیت وہ ہے جو حضرت ہارونؑ کی حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھی ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسولؐ خدا نے مدینہ منورہ میں حضرت علیؑ کو اپنا جانشین بنایا) جو ہر سخت مرحلہ پر اپنی جان خطرے میں ڈالے اسے مسلمانوں بطور خاص اکابر صحابہ کرام تقسیم خلافت کے موقع پر بھول جائیں اور خود رسولؐ اللہ کی میت چھوڑ کر حصول خلافت کے لئے مدینہ سے دور سقیفہ تشریف لے جائیں (افسوس صد افسوس)

www.kitabmart.in

چونکہ ہم کتاب المرتضیٰ پر سرسری تبصرہ کر رہے ہیں اسکے وفات رسول اکرم کے عنواں کے تحت جو کچھ مصنف نے لکھا ہے اس پر مختصر انتباہ کر کے اب باب سوم پر آتے ہیں۔ صفحہ ۹۳ سے صفحہ ۱۵۶ تک باب سوم پھیلا ہوا ہے یعنی ترسٹھ (۶۳) صفحات اسمیں خلافت حضرت ابوبکر کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔ "دو اولین شخصیت جو منصب خلافت پر فائیز ہو مطلوبہ صفات و خصوصیات، ان صفات و خصوصیات کا حضرت ابوبکر پر انطباق، شرط اولیں دین کی تحریف وحذف و اضافہ سے حفاظت فتنۂ ارتداد اور سلسلہ مدعیانِ نبوت کا انسداد، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا مخلصانہ تعاون"۔ غالباً قارئیں کرام نے کتاب کے نام سے یہ تصور فرمایا ہوگا کہ یہ محض مفصل سوانح حیات مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ ہے۔ لیکن اسمیں ہر پھر کر مسئلہ خلافت اور شرائط خلافت حضرت خلیفہ اول کا انتخاب حق بجانب ہونا اور دین کی حفاظت فرمانا بیاں کیا گیا ہے تقریباً ۲/۵ صفحات کی کتاب میں جب حضرت خلیفہ اول کی اہلیت و استحقاق خلافت پر ۱/۶ حصہ صرف کیا جائے تو پھر جسکی سوانح حیات مفصل تحریر کیجارہی ہے اس کے حالات کے لیئے کتنے صفحات رہیں گے یا موقعہ محل کے اعتبار سے کہیں کہیں اس کا تذکرہ آجائیگا؟ باب سوم میں مختلف ذیلی عنوانات کے تحت دیگر مذاہب کا انجام، یہودیت نصرانیت وغیرہ

www.kitabmart.in

میں تحریفات وغیرہ کا تذکرہ پھر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی خلافت کے شرائط و مطالبات کے تحت تقریباً ۳ صفحات پر چھ ۲ شرائط اور پھر تیرہ ۱۳ صفحات پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، ان خصوصیات کے جامع شرائط پر پورے اُترتے تھے" کے تحت نمبر وار تحریر فرمایا ہے

حضرت ابوبکر پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو کس طرح مکمل اطمینان تھا دلیل نمبر ۱ میں سفر ہجرت میں ہمراہی کا شرف۔ نمبر ۲ رحلت رسول اکرم کے موقعہ پر جبکہ حضرت عمر عقل کی پختگی اور دل کی مضبوطی کے باوجود اسی بات کو تسلیم کرنے تیار نہیں تھے کہ رسول خدا نے اس دنیا سے رحلت فرمائی" (حضرت ابوبکر اپنے سسرالی دیہات سے واپس مدینہ تشریف لائے اور حجرہ رسول میں جاکر تصدیق فرمائی کہ بیشک رسالتمآب کا سایہ اٹھ گیا ہے تب مسجد نبوی جاکر تمام مجمع کو خاموش اور حضرت عمر کے غصے کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور آیات قرآنی سے استدلال فرماکر واضح فرما دیا کہ پیغمبر کے لیے بھی موت ہے (حضرت عمر شاید اُفراط محبت میں قرآن کی آیت بھول گئے تھے حالانکہ اُن کا تو علم تھا قرآن کا فیصلہ ہے)

نمبر ۳-۴ پر حضرت ابوبکر کو اسلام کا صحیح ادراک اور حقیقی فہم حاصل تھا اور دین کی اصلیت اور اس کی بقا کے لیے اِن کے اندر کتنی غیرت تھی کہ دین اسکی نہج پر قایم رہے اِس کا اندازہ ان کے اِس جملے

www.kitabmart.in

سے ہو سکتا ہے

وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور دین مکمل ہو چکا کیا میرے جیتے جی دین میں کمی کیجائے گی ؟۔ آپ نے مانعین زکوٰۃ پر سختی کر کے زکوٰۃ وصول فرمائی حالانکہ حضرت عمر نے مشورہ دیا تھا کہ ابھی ذرا نرمی سے کام لیجئے اس پر حضرت ابوبکر نے ارشاد فرمایا عمر تم حالت کفر میں بہت سخت گیر تھے اور اب بہت نرم دل ہو گئے ہو حضرت ابوبکر کا جو کردار تھا وہ انبیاء اور پیغمبروں کا کردار تھا جو انھوں نے اپنے زمانوں میں ادا کیا اور یہی نبوت کی خلافت کا حق تھا ،،

یہاں ہم صرف اتنا ہی کہیں گے کہ مدعی سست گواہ چست ،، اسلئے کہ جب حضرت ابوبکر نے خود ہی اعتراف فرمایا ہو کہ وہ خلافت کے مستحق نہ تھے ، اُن پر کبھی کبھی شیطان سوار ہو جاتا ہے لوگوں سے فرمایا تھا کہ جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں مجھے سیدھا کر دینا اور آخر وقت یہ اعتراف فرمایا تھا ۔ اَقیلونی اَقیلونی ما انا بخیر کم و علی فیکم مجھے خلافت سے معاف رکھو میں تم سے بہتر نہیں ہوں جبکہ علی جیسی ہستی تم میں موجود ہے ،،

لیکن مصنف المرتضیٰ مصر ہیں کہ حضرت ابوبکر کا انتخاب بہت ہی مناسب تھا بلکہ قدرت کا طے کردہ معاملہ تھا ،،

www.kitabmart.in

چونکہ ہم نہایت اختصار سے کتاب المرتضٰی پر تبصرہ کر رہے ہیں اس لیے انتخاب خلافت پر مورخین کا تبصرہ لکھ دینا ہی بہتر سمجھتے ہیں بطور خاص حضرت عمر ابن خطاب کا یہ جملہ: کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وقی اللہ شرھا: یعنی ابو بکر کی بیعت ایک فلتہ تھی جس کے شر سے خدا نے ہم کو بچا لیا۔ (تاریخ طبری، جلد ۳ صواعق محرقہ ۲۱ مسند احمد ابن حنبل وغیرہ) مولوی وحید الزماں خاں (امام اہل سنت) نے انوار اللغات جلد ۴ ف میں فلتہ کے معنی اس طرح تحریر فرمائے ہیں "حضرت ابو بکر کی خلافت چھینا جھپٹی تھی اکثر اصحاب کبار سقیفہ میں موجود نہ تھے اور بنی ہاشم سے تو کوئی بھی موجود نہ تھا"، کیا اس کے بعد بھی کچھ اور وضاحت کی ضرورت ہے؟ رسولوں اور انبیاء جیسا کردار رکھنے والی شخصیت کے تعلق سے خود ان کے ماننے والوں نے صاف صاف اقرار کر لیا ہے کہ یہ خلافت چھینا جھپٹی تھی، تو اسے قدرت کا طے کردہ معاملہ کہنا کہاں تک درست ہوگا۔ اب مزید تبصرہ ہم ضروری نہیں سمجھتے قارئین کرام خود ہی اپنے وسیع مطالعہ کی روشنی میں اس پر غور فرمائیں گے مصنف کتاب المرتضٰی یعنی مولوی سید ابو الحسن علی حسنی ندوی صاحب نے اپنی تصنیف میں جگہ جگہ استاد العقاد کی تحریروں کا حوالہ دیا ہے ۔۔۔

www.kitabmart.in

جو تاریخی حقایق سے صرف نظر کر کے اپنے متعصبات وجذبات کو قارئین پر مسلط کرنا چاہتے ہیں متعدد تاریخوں میں جب خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب نے ہی آنحضرت کی طلب پر قرطاس وقلم دینے سے منع فرمایا تھا اور کہا تھا (معاذ اللہ) یہ شخص ہذیان بک رہا تھا اور اس جملہ پر عقیدتمندان خلیفہ نے مختلف وضاحتیں اور تبصرے فرمائے اور لکھا یہ محض محبت رسولؐ میں آپ کی زبان سے نکل گیا ایسی حالت میں تکلیف نہ دی جائے۔ بعضوں نے ہذیان کے معنی لاشعوری بتلانے کی کوشش کی ہے مگر استاد العقاد مدظلہ سرے سے اس واقعہ سے حضرت عمر کو بری کرانے میں مصروف ہیں اس واقعہ سے بر بنائے عقیدت انکار کرنا خود استاد العقاد کی قابلیت اور تاریخ پر ان کی نظر کتنی ہے ظاہر کر رہا ہے۔

یہاں ہم اپنے بزرگ عالم مولانا مولوی سید عباس حسینؒ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مقالہ "خلافت الہیہ" جو تشریح ومحاکمہ در تاریخ آل محمدؐ میں شامل ہے محض قارئین کے اس پر غور کرنے اور مصنف المرتضیٰ نے جو خصوصیات خلیفہ کے عنوان سے نمبر وار خصوصیات تبلائی ہیں اور حضرت خلیفہ اول کو اس کا حامل قرار دیا ہے تقابلی مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں۔

www.kitabmart.in

زبان عرب میں خلف کہتے ہیں پیچھے کو جیسے عَلَّیتُ خَلفَ زَیدٍ، میں نے زید کے پیچھے نماز پڑھی۔ قرآن مجید میں لفظ خلف اور اس کے مشتقات مختلف معانی میں مختلف مقامات پر آئے ہیں۔ مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ" میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں"۔ یاد کرو ذ اذ جعلناک خلیفۃ فی الارض اے داؤد ہم نے تمکو زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔

وخلف من بعدھم خلف" ان کے بعد اور لوگ انکی جگہ پر آئے خلیفہ کے لغوی معنی ہوئے بجائے کسی یا شدد کاری اور خلیفۃ اللہ کے معنی ہوئے خدا کی جانب سے خدا کی زمین پر سولے اس کے خدائی کام انجام دینے والا"۔ (معنی مذکور میں خلیفۃ اللہ کے کوئی اور معنی ہو ہی نہیں سکتے) یہ بات مسلّم ہے کہ جب تک خلیفہ اپنے مستخلف کے صفات کا حامل نہ ہو وہ اس کا خلیفہ نہیں کہلا سکتا۔

چنانچہ خدا نے اپنے خلفا کو ان صفات سے متصف فرما کر بھیجا حضرت آدم کے لیے ارشاد ہوا، وعلّم آدم الاسماء کلھا، حضرت عیسیٰ نے فرمایا، آتانی الکتاب وجعلنی نبیا (پہلے کتاب اور بعد میں خلافت بنوت) جناب طالوت کے متعلق اس وقت کے نبی حضرت شمویل نے بنی اسرائیل

www.kitabmart.in

سے فرمایا۔ خداوند عالم نے طالوت کو علم اور قوت و منزلت دیکر بھیجا ہے (یہ صفات خدا کے دیئے ہوئے ہیں کوئی چھین نہیں سکتا) یہی معیار خلافت الٰہیہ ہے۔ قرآن مجید میں

انی جاعلی فی الارض خلیفہ یا انی جاعلک اللناس اماماً۔ یا وجعلنا ھم ائمۃ یھدون امرنا

ارشاد ہوا ہے لفظ جعل کی نسبت خدا سے ہے یعنی خدا ہی رسول، خلیفہ اور امام بناتا ہے کسی دوسرے کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی کو نبی، رسول یا امام بنائے اصل خلافت الٰہیہ اور یہ تینوں اس کے مدارج ہیں اور خدا ہی اپنے جس بندے کو چاہتا ہے ان مدارج پر فائز فرماتا ہے۔

واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ سے اسکی مزید تائید ہو رہی ہے اب ذرا صواعق محرقہ کی اس روایت پر بھی غور کر لیا جائے انحضرت صلعم نے بیماری کی حالت میں تقریر کی اور فرمایا اے لوگو وہ وقت قریب ہے کہ میں دنیا سے اٹھ جاؤں اور تم سے رخصت ہوں، میں نے اس سے قبل بہت کچھ کہدیا ہے اور حجت تمام کر دی ہے بس تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں تمھارے درمیان خدا کی کتاب اور اپنی عترت اہلبیت کو چھوڑے جا رہا ہوں یہ

www.kitabmart.in

پھر حضرت نے علی کا ہاتھ پکڑ کر اسے بلند کر کے فرمایا، "ھٰذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسئلھما ما خلفت فیھما۔ ترجمہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ یہ دونوں ایک دوسرے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں، اس وقت ان سے دریافت کروں گا کہ تم نے ان سے کیا سلوک کیا (صواعق محرقہ ص۷۵ ع۱) اسی حالت مرض میں سرکار دو عالم نے ایک علم اسامہ بن زید کے لئے تیار کیا اور تمام بڑے بڑے صحابہ کو اسامہ کی ماتحتی میں جنگ کے لئے روانگی کا حکم دیا تاریخیں متفق ہیں کہ اس فہرست میں سوائے علی ابن ابی طالب کے تمام اکابر صحابہ (حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان) کے نام تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ جو اسامہ کے ساتھ نہ جائے اس پر اللہ کی لعنت ہو اصل مطلب جبکہ سرکار اپنی موت کی اطلاع رکھتے تھے اس کے لئے تیاریاں فرما رہے تھے اس موقع پر آنحضرت صلعم کا خاص طور سے لشکر اسامہ کی روانگی کا حکم دینا اسی لئے تھا کہ وہ ان تمام حضرات سے مدینہ کو خالی کر دینا چاہتے تھے۔ اس بات کا حضرت کو اتنا خیال تھا کہ جب بھی آنکھ کھلتی آپ دریافت فرماتے کہ اسامہ کا لشکر گیا یا نہیں؟

یہ حدیث بین الفریقین متفق علیہ ہے اور یہ ارشاد اس ہستی کا ہے جس کے تعلق سے ہے ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ"، تعجب ہے کہ اس طرح بیان کے صحابہ کرام اور خلفائے ذیشان نے جمع قرآن کی زحمت کیوں فرمائی جبکہ علی کے پاس قرآن مکمل تھا

www.kitabmart.in

جب آپ کو اس کا یقین ہو گیا کہ صحابہ کرام اس حکم کی تعمیل میں پس و پیش کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اچھا "ذرا قلم' کاغذ لاؤ تاکہ میں تم لوگوں کے لئے ایک نوشتہ لکھ دوں تاکہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ اس پر حضرت عمر نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ پیغمبر پر مرض کا غلبہ ہے اور ہم کو خدا کی کتاب کافی ہے" (صحیح بخاری باب قول المریض قوموا عنی جلد ۴ ص۵) اس گستاخانہ جملے پر حضرت کو بہت صدمہ پہنچا اور آپ نے سب کو اپنے پاس سے نکال دیا"۔ اس کے بعد کا واقعہ ام المومنین حضرت عائشہ کی زبان سے سنئے۔ فرماتی ہیں (ترجمہ)

جب حضرت رسولؐ کا آخری وقت تھا تو آپ نے فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ۔ کوئی جا کر حضرت ابوبکر کو بلا لایا تو حضرتؐ نے تکیہ سے سر اٹھا کر دیکھا پھر سر اپنا تکیہ پر ٹیک دیا۔ دوبارہ فرمایا میرے پیارے کو بلاؤ اب لوگ جا کر حضرت عمر کو بلا لائے حضرت نے ان کو بھی دیکھ کر سر ٹیک دیا۔ تیسری مرتبہ پھر آپ نے فرمایا میرے دوست کو بلاؤ۔ کسی نے حضرت علیؑ کو بلا لیا جب حضرت نے علی مرتضیٰ کو دیکھا تو انھیں اپنی چادر میں لے لیا اور برابر اسی طرح لئے رہے یہاں تک کے حضرت کی روح مبارک نے تبسم سے پرواز کی تو حضرت کا ہاتھ جناب امیرؑ کے اوپر تھا (ریاض النضرہ ص۱۸۵) افسوس کا مقام ہے کہ مصنف

www.kitabmart.in

کی نظر سے یہ بیانات اور تاریخی واقعات نہیں گزرے۔

ندوی صاحب نے شرائط خلافت اور خلیفہ کی اہلیت کے تعلق سے چھ ۶ شرطیں بیان فرمائی ہیں جو ہم اختصار کے ساتھ سابق میں تحریر کر چکے ہیں اب ذرا استحقاق خلافت کے تعلق سے ہم جو عرض کر رہے ہیں اسے بھی بغور ملاحظہ فرما کر قارئین کرام تصفیہ فرمائیں کہ مستحق خلافت کون تھے پچھلے بیان میں حضرت عائشہ کا بیان کردہ واقعہ جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ رسالتمآب نے حضرت علیؑ کو اپنے آخری وقت میں بلوا کر اپنی چادر میں لیا اور نہ جانے کیا کیا رموز و اسرار سپرد علیؑ فرمائے۔ اب رحلت رسولؐ سے بیس ۲۰ سال قبل کے واقعات پر سرسری نظر ڈالیں گے۔

۱۔ دعوت ذوالعشیرہ میں اعلان رسالت کے بعد حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا (علیؑ کی طرف اشارہ کر کے) یہی میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔

۲۔ ہجرت کی شب پیغمبر اسلام نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اپنا جانشین مقرر کر کے (اپنے بستر پر اپنی ردا اڑھا کر) ہجرت فرمائی اور حضرت علیؑ کو اپنا کام قریش کی امانتیں واپس کرنا ان سے جو معاہدے ہوئے تھے انھیں پورا کرنا وغیرہ

۳۔ جنگ تبوک جاتے وقت آنحضرت کا حضرت علیؑ کو اپنی جگہ خلیفہ مقرر کرنا۔۔۔ یہ فرمانا کہ جیسے ہارونؑ کے ساتھ موسیٰؑ تھے ویسے تم میرے ساتھ ہو (حدیث منزلت) اس واقعہ پر جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں۔

• یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علیؑ مستحق خلافت تھے (تحفہ اثنا عشریہ

www.kitabmart.in

جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے مزید وضاحت یوں فرمائی: اے علیؑ کیا تم اِس پر خوش نہیں ہو کہ جو مرتبہ ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھا وہی درجہ تم کو مجھ سے ہے فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا یہ کس طرح مناسب نہیں ہے کہ میں کہیں جاؤں اور تم میرے خلیفہ نہ ہو (ازالۃ الخفا مقصد ۲ صـ۲۶)۔

۴۔ سورہ برات کی تبلیغ کا مسئلہ رسولِ خدا نے حضرت ابو بکر کو سورہ برات کی چند آیتیں دیکر کفار قریش کو سنانے مکہ کی طرف روانہ فرمایا پس جبرئیلؑ نازل ہوئے اور ارشاد رب العزت سنایا کہ یہ کام تم یا تم میں سے کوئی کرے تب پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ کو بھیجا کہ وہ حضرت ابو بکر سے آیتیں لے کر خود جائیں اور کفار قریش کو سنائیں ۵۔ قولاً و عملاً اعلانِ وصایت بحکم خدا "فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب (پارہ ۳۰ رکوع ۱۱) ترجمہ اے محمدؐ اب تم تمام احکام الٰہی کی تبلیغ سے فارغ ہو گئے۔ اپنی جگہ اپنا جانشین مقرر اور نصب کر دو اور اس کے بعد اپنے پروردگار کی طرف چلے آؤ" (اس حکم پر ہی حجۃ الوداع کی واپسی پر مقام غدیر خم میں حضرت علیؑ کی جانشینی وولایت کا اعلان ہوا۔

من کنت مولا فعلیٌ مولاہ میں جس کا مولا ہوں علی بھی اِس کے مولا ہیں) کیا یہ اعلان جانشینی قولاً و عملاً نہیں ہے؟

۶۔ جنگ احزاب کے موقعہ پر جب عمرو ابن عبدود نے مقابلہ کے لئے للکارا تو مجمع رسول میں بیٹھے ہوئے جانثاراں رسول سر جھکائے بیٹھے تھے (قرآن نے بھی اسکی منظر کشی کی ہے) حضرت رسول صادق و امین نے فرمایا جو اس کے مقابلے پر جائیگا وہ مرا دمی و خلیفہ ہوگا ۔ لیکن سوائے علی کے کسی نے مقابلہ کی جرات نہیں کی اِس لحاظ سے خلافت رسول کے اولین مستحق کون ہوئے (سوائے علی) یہ چھ واقعات تو ہم نے مصنف المرتضیٰ کے تحریر گوں چھ شرائط کے جواب میں تحریر کیے ہیں اب قرآن و حدیث کی روشنی میں چند واقعات جو یہ ناظرین کر رہے ہیں

www.kitabmart.in

(۱) دعوت ذوالعشیرہ سے قبل ہی علی رسالتماب کے ساتھ نماز پڑھتے تھے

(۲) آیت شریف: انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الیقمون الصلوٰۃ ویوتون الزکواۃ وھم راکعون" (سورہ مایدہ آیت ۶)

علماء و مفسرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ آیت حضرت علی کی شان میں اتری

(۳) بوقت مباہلہ نصارائے نجران رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کے ہوتے ہوئے حضرت علی کو مباہلہ کے لیئے گئے ان کے ساتھ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا و حسنین علیہم السلام تھے۔ اور آیت مباہلہ قل تعالوا الخ میں علی نفس رسول اللہ قرار دے گیئے۔

(۴) سورہ ھل اتی کی آیت "یوفون بالنذر ویخافون الخ" صرف حضرت علی اور اہلبیت علی کی شان میں نازل ہوئی (متفقہ علمائے تفسیر)

(۵) حضرت علی نے رسول اللہ کے کل قرضوں کی ادائی کی ذمہ داری اور ادا کیا۔

(۶) حدیث طیبہ میں صرف علی ہی مخلوق خدا میں سب سے زیادہ محبوب رب تھے۔

(۷) حضرت پیغمبر اعظم نے علی کو تاویل قرآن پر ناکثین قاسطین اور مارقین

www.kitabmart.in

سے لڑنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔

(۸) حضرت رسول خدا نے حضرت علی کے تعلق سے فرمایا علی تم میں سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے کا علم رکھتے ہیں۔

(۹) فتح مکہ کے موقعہ پر کعبہ کے اندر بتوں کو توڑنے کیلئے حضرت کو پیغمبر خدا نے اپنے کاندھوں پر اٹھایا۔

(۱۰) حکم خدا سے تمام اصحاب کے دروازے جو مسجد میں کھلتے تھے بند کروا دیئے سوائے حضرت علی ابن ابی طالب کے دروازے کے۔

انتخاب خلافت میں عجلت کے جواز میں معزز مصنف المرتضیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت اگر مسلمانوں کا ایک امیر منتخب ہو جائے تو وہی رسول اللہ صلعم کی تجہیز و تکفین کی خدمت مسلمانوں کے سربراہ اور امیر کی حیثیت سے انجام دیگا۔۔ سبب انتخاب خلافت (عجلت میں) یہی ہے تاکہ وہ رسول اللہ کی تجہیز و تکفین بحیثیت سربراہ اور امیر انجام دے سکیں۔ کس اصول اور ضرورت کی تکمیل منتخب خلیفہ نے فرمائی۔

رسول اللہ کی وفات دوشنبہ کو ہوئی چہارشنبہ کو تدفین عمل میں آئی۔ اتنے عرصے میں منتخب خلیفہ اور جاں نثار اصحاب کہاں تھے؟

حضرت عباس ابن عبدالمطلب، حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت سلمان فارسی، حضرت مقداد، حضرت عمار، حضرت ابوذر غفاری

www.kitabmart.in

کے سوا تاریخ نے کسی اور صحابی کا نام نہیں بتلایا۔ رسول اللہ نے اپنے آخری ایام حیات میں جنکو جماعت کی نماز پڑھانے پر مامور فرمایا تھا شاید اس کا مقصد صرف استحقاق خلافت کا اظہار تھا جو نماز میت (رسول خدا) سے ان کو کوئی سروکار نہ تھا۔

اب اگر مولوی ندوی صاحب کے اصول کے مطابق پیغمبر اسلام سرکار دو عالم محمد مصطفٰے صلعم کی تجہیز و تکفین کرنے والی ہستی کو سربراہ اسلام مسلمانوں کا امید اور خلیفہ رسول مان لے تو۔۔۔ ؟

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنف المرتضٰی مولوی ندوی صاحب تمام قدیمی کتب تاریخ و سیر اور مجموعہ احادیث خصوصیت کے ساتھ صحاح، کو نظر انداز کر کے نئی تاریخ مرتب کرا رہے ہیں، حضرت علی ابن ابی طالب سے زبردستی مطالبہ بیعت خانہ فاطمہ زہرا پر نہ صرف آگ لیجانا بلکہ در سیدہ کو جلانا جناب سیدہ کا زخمی ہونا حضرت ابوبکر و عمر سے بضعۃ الرسول سیدہ النساء العالمین کی ناراضگی اور ان حضرات سے مرتے دم تک کلام نہ کرنا اپنے مرنے کی اطلاع نہ دینے کی وصیت حسب ذیل کتب میں موجود ہے، کتاب سقیفہ از علام ابوبکر جوہری کتاب امامت و سیاست از ابن قتیبہ دینوری۔

www.kitabmart.in

کتاب ملل ونحل از علامہ شہرستانی، کتاب روضۃ الصفا راز محمد خاوندشاہ، کتاب روضۃ الاحباب از جمال الدین محدث، تاریخ اعثم کوفی، از امام اعثم کوفی کتاب وسیلۃ النجات از مولوی محمد مبین فرنگی محلی اور صحاح میں صحیح مسلم اور صحیح بخاری اصح بخاری کے الفاظ "غضبت فاطمہ علی ابوبکر فی ذالک فلم تکلم حتیٰ توفیت) جناب فاطمہ زہرا اس بارے میں ابوبکر سے اس درجہ غضبناک ہوئیں کہ مرتے دم تک ان سے کلام نہیں کیا۔

تاریخ واقدی میں تو صاف لکھا ہے کہ جب جناب فاطمہ کی وفات کا وقت آیا ہے تو آپ نے جناب علی مرتضیٰ سے وصیت کی کہ جن لوگوں نے مجھے ستایا ہے بالخصوص ابوبکر و عمر میرے جنازے پر نماز نہ پڑھنے پائیں اور نہ میرے کفن دفن میں شریک ہوں۔ پس حضرت علی نے وصیت پر عمل کیا اور حضرات ابوبکر و عمر کو اطلاع دیئے بغیر جناب فاطمہ کو رات میں دفن کر دیا" (تاریخ واقدی)

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ناراضگی اور پھر علالت کی خبر سن کر حضرت ابوبکر و عمر خانہ سیدہ پر حاضر ہوئے اور اذن طلب کیا معصومہ نے ملنے سے انکار کر دیا پھر یہ حضرات "حضرت علی مرتضیٰ سے رجوع ہوئے اور ان کی سفارش پر حاضر خدمت سیدہ عالمیان ہوئے بڑی طویل اور جگر گوشہ رسول کو راضی کرنے کی کوشش کے باوجود جب انھیں کامیابی نہ ہوئی تو یہ

www.kitabmart.in

حضرات رونے لگے۔ اس پر جناب فاطمہ زہراؑ نے ان سے کہا میں قسم دیتی ہوں اللہ کی

تم سچ کہنا کیا تم نے حضرت رسولؐ کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ فاطمہؑ میرا ایک ٹکڑا

ہے جس نے فاطمہؑ کو راضی رکھا اس نے مجھے راضی رکھا جس نے فاطمہؑ کو ناراض کیا اس نے مجھے

ناراض کیا۔ فاطمہ کی خوشی میری خوشی اور فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے۔

ان دونوں حضرات نے کہا بیشک ہم نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا ہے اس پر

جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا سنو میں گواہ کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کو اور اس کے

ملائکہ کو کہ تم دونوں نے مجھے آزردہ کیا جب میں اپنے بابا سے ملونگی تو

تمہاری شکایت کرونگی یہ سن حضرت ابوبکر نے کہا اے فاطمہؑ ہم پناہ

مانگتے ہیں خدا کی اس ناراضگی سے یہ کہہ کر پھر رونا شروع کیا اور یہ دونوں

حضرات روتے ہوئے واپس ہوگئے اس واقعہ کو عالم اہلسنت علامہ ابن

قتیبہ دینوری نے اپنی کتاب الامامت وسیاست کے صفحہ ۱۴ پر مزید

تفصیل سے لکھا ہے اس کے علاوہ اہل سنت کے دوسرے عالم جناب ابوبکر

جوہری نے بھی اپنی کتاب سقیفہ میں یوں ہی تحریر فرمایا ہے۔ علامہ ندوی جگہ جگہ

اہلبیتؑ رسولؐ اور خلفائے ثلاثہ میں خوشگوار تعلقات اور ایک دوسرے سے

مخلصانہ تعاون کا دعویٰ فرماتے ہیں یہ ایک نمونہ ہے خوشگوار تعلقات اور تعاون عمل کا

مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کا حضرات خلفا کو صحیح مشورہ دینا یا ان کی مدد کرنا

اور فقہی مسائل میں ان کی رہنمائی کرنا محض اسلام کی عزت بچانا اور غیر

www.kitabmart.in

مسلموں کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنا مقصود تھا اور اہل علم و اہل نظر کو یہ محسوس کرانا بھی تھا کہ اِس وقت مسند قضات پر بیٹھنے والے کتنے اہل ہیں اور خود ان حضرات نے حضرت علی کے تعلق سے جو تشکرانہ کلمات اور اعتراف حقیقت فرمایا ہے وہ بھی قابل غور ہے لولا علی لھلک عمر (ربیع الابرار علامہ زمخشری) اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا اے علی اگر آپ نہ ہوتے تو ہماری بڑی فضیحتی ہوتی"، اگر علی مسجد میں نہ ہوں تو کوئی دوسرا فتوی نہ دے (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید) ان کلمات سے صاف ظاہر ہوا ہے کہ حضرت عمر خلافت الٰہیہ کے مدعی نہ تھے۔ انشاءاللہ ہم اس کتاب کے حصہ دوم میں خلفاء و بنی ہاشم خصوصاً حضرت علی مرتضیٰ علیہ اسلام کے آپسی تعلقات کیسے تھے تفصیل سے لکھیں گے۔

باب سوم پر اپنا تبصرہ اب ختم کر رہے ہیں حالانکہ خود ہمارا دل مطمئن نہیں کہ پورے باب سوم کا ہم نے احاطہ کیا ہے۔ اپنے معزز قارئین سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس جستہ جستہ تبصرے سے حقایق کا اندازہ فرمائیں گے۔

اب چہارم پر تبصرہ شروع کرتے ہیں۔ یہ باب ص۱۵۳ سے ص۱۸۴ یعنی ۳۱ صفحات پر مشتمل ہے اور اسمیں باب سوم کی طرح انتخاب خلافت دوم کو حق بجانب قرار دینے کی بھرپور کوشش کیگئی ہے ایک قدیم مقولہ ہے مسلسل جھوٹ بولتے رہو تاکہ سننے والے اسکو صحیح سمجھیں۔

www.kitabmart.in

یہی اصول مصنف المرتضیٰ نے اختیار فرمایا ہے۔ بار بار حضرت علیؑ مرتضیٰ کا خلفا سے خلوص حضرت عمر کے ساتھ علیؑ مرتضیٰ کا تعاون ہر موقعہ پر درست مشورہ دینے کا اظہار فرماکر یہ ثابت کرنے کی کوشش کیگئی ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ جب ان حضرات میں یگانگت خلوص و محبت کا برتاؤ تھا تو پھر خلافت کے موقعہ پر پہلے خلیفہ نے علیؑ کو نظر انداز کر دیا خیر وہ تو "فلتہ" کے ذریعہ مل گئی تھی مگر خلیفہ دوم کو یہ شوریٰ کا اہتمام کرنا (اسمیں بھی علیؑ کا ہمدرد کوئی نہیں) کیا ضروری تھا جبکہ متعدد مرتبہ حضرت خلیفہ دوم نے اظہار تشکر اور اعتراف جان بخشی فرمایا تھا سیدھا علیؑ کے نام کا اعلان فرمادیتے یا پیروں خلیفہ اول میں اپنی وصیت میں علیؑ کی خلافت کا ذکر فرمادیتے۔ ہم ادباً مصنف المرتضیٰ مولوی ندوی صاحب سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ "صحاح" میں کوئی حدیث ایسی بتلادیں جسمیں رسول اللہ نے صحابہ کرام سے کہا ہو کہ میں اپنی جانشینی کا انتخاب خود نہیں کرسکتا تم لوگ آپسمیں مشاورت کے ذریعہ خود ہی کرلو خاتم النبیینؐ کا یہ ارشاد تو متعدد جگہوں پر آیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ خداوند عالم کا ارشاد یاایّھا النبی جاھد الکفار والمنافقون نبیٔ آخر نے تو کفار سے جہاد فرمایا لیکن منافقین سے کس نے جہاد کیا یہ جہاد نبی یا وصی ہی کرسکتا ہے۔ قرآن میں اہل الذکر آیا لیکن ان کے نام نہیں بتائے۔ راسخون فی العلم سے مراد کون ہیں یہ بھی رسول اللہ نے نہیں بتلایا جانشین رسول مقرر کرنا کس کا فرض تھا اُمت کا یا خود

www.kitabmart.in

رسولِ خدا کا اس پر ہم انشاء اللہ حصہ دوم میں بحث کریں گے۔ اب اپنے تبصرہ کو آگے بڑھاتے ہیں۔ مولوی ندوی صاحب نے جو حضرت عمر کے تعلق سے جگہ جگہ فرمایا ہے۔ "دور اندیش صاحب بصیرت' بختہ مزاجی' آہنی عزم اخلاقیات قوت فیصلہ میں سب سے ممتاز تھے" یہ تضاد بیانی ہم نے صرف ندوی صاحب میں دیکھی وہ پڑھنے والوں کو گھما پھرا کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہر خلیفہ کا انتخاب درست تھا اور اس سلسلے میں یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ حضرت عمر کی نامزدگی کو ایک طرح سے حکمت الٰہی کا مظہر قرار دیا ہے (المرتضیٰ صفحہ ۱۵۹) ذرا غور فرمائیں ناظرین جو ہستی دور اندیش' صاحب بصیرت' بختہ مزاج' آہنی عزم رکھتی ہو اسکو اگر کوئی درست مشورہ دیکر اس کے ارادے روک دے اور وہ صاحب بصیرت اس کو مان لے تو کس کی اہلیت زیادہ ہوئی۔ ؟ حضرت علیؑ کا متعدد موقعوں پر حضرت عمر کو صحیح مشورہ دینا اور حضرت عمر کا اسکو مان لینا اور اعتراف میں کہنا کہ علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔" کیا اس بات کو کھولیں نہیں ہے کہ علم و فضل' فہم و ذکا میں علیؑ کا درجہ حضرت عمر سے بہت بلند تھا جب اس کا جواب ذہن میں آجائے تو سوچیں کہ معاذاللہ حکمت الٰہی مفضول کو افضل پر ترجیح دینا پسند کرتی ہے: باب چہارم میں حضرت ابو بکر کی وفات ہوئی اور حضرت عمر خلیفہ نامزد ہوئے یہاں پر نشان لگایا ہے اور نیچے فٹ نوٹ میں لکھا ہے۔ کہ اسوقت حضرت عمر فاروق کی عمر ۵۲ سال چھ ماہ کی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ

www.kitabmart.in

اپنی عمر کی پینتیسویں سال میں تھے۔ اس نوٹ کا مقصد یہ ظاہر کرتا تھا کہ حضرت عمر سن کے اعتبار سے حضرت علیؑ سے بڑے تھے اور اس طرح علیؑ سے زیادہ مستحق خلافت تھے۔ ہمارا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا جس وقت حضرت عمر خلافت کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے اسوقت اصحاب کبار میں کیا حضرت عمر سے سن و سال میں کوئی بڑا نہ تھا؟ دوسرا سوال کیا شرائط خلافت میں سن و سال کی بھی قید ہے؟ جب پینتیس سال کی عمر میں حضرت علیؑ نے متعدد موقعوں پر خلیفہ وقت کی جان اور اسلام کی آن بچائی اور دوسرے اکابر صحابہ کے مقابلے میں انکی رائے مفید اور بہتر ثابت ہوئی تو بھر باون برس والے بہتر ہیں یا پینتیس برس والے جوان؟ ایک عام مشاہدہ ہے کہ اکثر محکموں اداروں میں وہاں کے افسر اعلیٰ سے وہاں کا چپراسی سن رسیدہ ہوتا ہے تو عوام احتجاج کر کے چپراسی کو افسر اعلیٰ کی کرسی پر بٹھا سکتے ہیں۔ ارے جناب جب سرکار دو عالمؐ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو اسوقت حضرت ابو قحافہ موجود تھے۔ پھر ان کے بیٹے حضرت ابو بکر کا انتخاب بھی غیر درست ہوگا۔ ندوی صاحب کو ناظرین و ناقدین کو اتنا بیوقوف نہیں سمجھنا چاہیئے منطقی مغالطہ ہر جگہ نہیں چل سکتا آپ زور قلم اور الفاظ کے گرداب میں ان کے ذہن کو نہیں ڈبو سکتے۔ معقولات و منقولات کی بنیاد پر اگر آپ لکھیں تو عوام اور اہل علم مان لیں گے۔ باب چہارم کی دوسری سطر سے پانچویں سطر" حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمر کو خلافت کیلئے اس

www.kitabmart.in

نامزد کیا تھا کہ انھیں اچھی طرح معلوم تھا کہ عمر فاروق میں قوتِ فیصلہ، مستقل مزاجی، اصابت رائے، عقل و رائے کی پختگی بدرجہ اتم موجود ہے الخ"

حضرت ابو بکر نے تو کبھی ان خیالات کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ جب ابو بکر خلیفہ منتخب ہو گئے تو انھوں نے وصولی زکات کے سلسلے میں نومسلموں پر سختی کرنی شروع کی اور بداعمال و خونخوار سپاہیوں کو وصول زکات پر مامور فرمایا تو حضرت عمر نے کہا کہ ابھی ذرا نرمی سے کام لیجئے آہستہ آہستہ عوام خود ہی تعمیل حکم کرنے لگیں گے تو آپ نے (حضرت ابو بکر نے) حضرت عمر کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے خالد بن ولید کو اس خدمت پر مامور کیا اور انھوں نے جس طرح سے زکات وصول کی تاریخیں بتائیں گی۔ یہاں بھی مصنف المرتضیٰ نے اپنے آپ کو وکیل بلا فیس بنا لیا۔ کسی مجمع میں کسی موقعہ پر، کسی خطبے میں حضرت ابو بکر نے تو حضرت عمر کے تعلق سے ان خیالات کا اظہار نہیں فرمایا اب رہا حضرت ابو بکر کا حضرت عمر کو نامزد کرنا تو لسے ہم احسان کا بدلہ احسان سمجھتے ہیں۔ بعض اہل بصیرت تو اس سے آگے بڑھ کر یہ فرماتے ہیں کہ یہ تو سوچی سمجھی سیاست تھی کہ کسی طرح خلافت بنی ہاشم کی طرف نہ چلی جائے جب سواد اعظم نے یہ فیصلہ کر لیا کہ خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کا حق ہے۔ اس لئے اس سلسلے میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا کوئی ارشاد ہے اور نہ رسول اللہ کا کوئی اعلان (حالانکہ دونوں چیزیں واضح ہو چکی

www.kitabmart.in

ہیں مزید تفصیل آئندہ) تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ اگر حضرت ابوبکر نے حضرت علی کا حق غصب نہیں کیا ہے تو مسلمانوں کا حق ضرور غصب فرمایا ہے۔ خلافت دوم کے لئے مسلمانوں کو انتخاب کیا موقعہ نہ دیکر خود ہی کسی کو نامزد کرنا یہ کس اصول اور قائد سے درست ہے۔ صفحہ (۱۶۰) پر خالد بن ولید کی معزولی کے واقعہ کو بھی حضرت عمر کا رعب وجلال اور حضرت خالد کی قوتِ ایمانی کا مظہر قرار دیا ہے۔ فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ حضرت خالد کی معزولی ان کی بعض ایسی کاروائیوں کی وجہہ سے ہو جو حضرت عمر کو ناپسند ہوئی ہوں" ناروی صاحب نے بعض ایسی کاروائیوں کی وجہہ لکھ کر خالد بن ولید کے اس سفاکانہ و بہمیت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ہم پچھلے پیراگراف میں صرف اشارہ کر کے آگے بڑھ گئے تھے لیکن یہاں مصنف صاحب نے حضرت خالد کی قوتِ ایمانی کا ذکر کر کے ہیں مجبور کیا ہے کہ ہم اس لرزہ خیز واقعہ کو اجمالاً ہدیہ ناظرین کر کے خالد بن ولید کی قوت ایمانی کو نمایاں کریں۔
مختصر واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت خلیفہ اول نے اصول ذکات کے لئے خالد بن ولید کو یمن بھیجا اور وہاں کے مسلمانوں نے انھیں ذکات دینے سے پس و پیش کیا۔ اور اس اثناء میں مالک ابن نویرہ کی خوبصورت بیوی پر خالد کی نظر پڑی تو انھوں نے فوراً مالک ابن نویرہ کو قتل کر کے اسی شب اسکی بیوی سے .... یہ قوتِ ایمانی کے حامل خالد بن ولید ہیں ....

یہ اطلاع جب مدینہ میں پہنچی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ خالد

www.kitabmart.in

کو معزول کریں تاکہ آپ کا انصاف واضح ہو لیکن حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید کو بجائے معزول کرنے کے سپہ سالار لشکر اسلام بنا ڈالا۔

متعدد مقامات پر مصنف المرتضیٰ ندوی صاحب نے جسٹس امیر علی کو ممتاز شیعہ قانون داں بتلایا ہے۔ اور ان کی تحریرات کے حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ایک شیعہ ممتاز شخصیت کے یہ خیالات ہیں حالانکہ امیر علی مرحوم نے ایک عورت کے سبب اپنا عقیدہ بدل لیا تھا اگر ہم ماضی قریب (۴ سال قبل) کے مولوی شاہد زعیم فاطمی جو دیوبند کے فارغ التحصیل تھے ان کی کتابوں سے یہ کہکر کہ یہ سنی عالم دین اور دیوبندی علماء میں سے ہیں تو کیا ندوی صاحب اسے قبول کرلیں گے۔ بھولے بھالے عوام کو اس طرح مغالطہ دینا ادبی بددیانتی ہے۔ فاطمی صاحب نے اپنے خاندانی عقائد سے توبہ کر کے مذہب حقہ شیعہ اختیار کرلیا تھا اور خود ندوی صاحب کی کتاب "متضاد تصویریں" کے جواب میں "بولتی تصویریں" لکھی ہیں صفحہ (۱۷۰) پر "حضرت علیؑ کا اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں تعاون واخلاص کا بین ثبوت" کے ذیل عنوان کے تحت معرکہ نہاوند کے سلسلہ میں اہل فارس کا اپنے بادشاہ یزدگرد سے مراسلت کر کے تمام صوبوں سے تقریبا ڈیڑھ لاکھ فوج نہاوند کے قریب جمع کر لینا۔ قائد افواج اسلامی حضرت سعد کا خلیفہ وقت حضرت عمر کو اسکی اطلاع دینا اور حضرت عمر کا اہل

www.kitabmart.in

شوریٰ سے مشورہ طلب کرنا اور ارشاد فرمانا کہ اب سخت اور خطرناک حالات سامنے ہیں اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ میرے ساتھ جو لوگ ہیں اور جن پر قابو ہے اُن کو لیکر دشمن کے مقابلے کے لئے چلا جاؤں آپ حضرات کی کیا رائے ہے۔ اس پر حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے کہا آپ معاملہ کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں جو فیصلہ فرما لیا ہے اس پر عمل فرمائیں اس پر حضرت عمر نے حضرت عثمان سے مشورہ طلب کیا حضرت عثمان نے کہا کہ میری رائے ہے کہ اہل شام کو حکم دیں کہ وہ شام سے نکلیں اور اہل یمن کو لکھیں کہ وہ یمن سے نکلیں پھر آپ اہل حرمین کو لے کر کوفہ و بصرہ پہنچ جائیں اب حضرت عمر نے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا اور ان کی رائے معلوم کی حضرت علیؑ ابن ابی طالب نے دونوں حضرات کی رایوں سے اختلاف کیا اور حضرت عمر کو مشورہ دیا کہ وہ مدینہ نہ چھوڑیں تمام والیوں کو اپنے مرکز پر ثابت قدمی کے ساتھ موجود رہنا چاہیئے (کیونکہ اگر خلیفہ پر کوئی آفت آئی یعنی حالت جنگ میں قتل ہو گئے تو اسلام اور مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا) حضرت عمر نے کہا یہی رائے بہتر ہے۔ اور انھوں نے اسی پر عمل کیا۔ مصنف المرتضیٰ نے یہاں پر اس واقعہ کی تائید میں نہج البلاغہ سے مولائے کائینات حضرت علیؑ مرتضیٰ کا وہ ارشاد نقل کیا ہے۔ جسمیں حضرت عمر نے بذات خود فوج کی قیادت کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اور حضرت علی سے مشورہ طلب کیا

www.kitabmart.in

جس کا پہلا جملہ یہ ہے۔ "یہ اسلام کا معاملہ ہے۔ اس میں نصرت یا عدم نصرت کا دارومدار افراد کی کمی بیشی پر نہیں الخ اور آخری جملہ ہے یاد رکھو اب تک اللہ تعالیٰ نے جو ظفر نصیب فرمائی ہے اس میں تعداد کی کثرت کو کوئی دخل نہیں تھا ہم تو صرف اللہ کی مدد اور اعتماد پر جنگ کرتے تھے"۔ یہ ایمان افروز کلمات اور ذات احدیت پر بھرپور اعتماد اسلامی تاریخ میں سوائے مولاؑ کے کلمات کہیں نہ ملے گا۔

مولا علیؑ کا پہلا جملہ "یہ اسلام کا معاملہ ہے" صاف طور پر کسی سے ذاتی تعلقات اور ہمدردی کی نفی کر رہا ہے۔ اور آخری جملہ "ہم تو صرف اللہ کی مدد اور اعتماد پر جنگ کرتے تھے" بتا رہا ہے کہ موجودہ انتشار کی کیفیت اللہ کی امداد پر عدم یقین کا سبب ہے۔

ناظرین آپ نے محسوس فرما لیا ہوگا کہ جس مشورہ کو آپسی رفاقت خلوص اور یگانگت ثابت کرنے کی مصنف المرتضیٰ نے کوشش کی وہ بے سود ہو گئی اور صاف لفظوں میں مولاؑ نے واضح فرما دیا کہ محض اسلام کی ہمدردی میں یہ مشورہ دیا جا رہا ہے۔ آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ حضرت طلحہ ابن عبید اللہ نے اپنے مشورہ سے نہ صرف حضرت عمر کو موت کے منہ میں ڈھکیل دیا تھا بلکہ اسلام کی بدخواہی کی تھی پھر بھی صحابی رسولؐ میں کوئی کچھ کہہ نہیں سکتا اور حضرت عثمان غنی جنکی رائے کی پختگی کا

www.kitabmart.in

سکہ تو مصنف صاحب نے دلوں پر بٹھا دیا ہے ۔ اگر صحت ساتھ دیتی اور حالات ساز گار ہوتے تو ہم مصنف ندوی صاحب کے ہر قول پر ایک رسالہ تحریر کرتے ۔

اسی طرح جنگ یرموک جو شام کے معرکوں میں سب سے اہم تھی اس جنگ میں کامیابی پر شام کی دوسری فتوحات کا انحصار تھا ۔ جب ابو عبیدہ سالار لشکر کا خط آیا اور مرکز سے مدد طلب کیگئی تو پھر حضرت عمر نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب کیا حضرت عبد الرحمن بن عوف نے تجویز پیش کی کہ آپ خود شام کی طرف بھیجی جانے والی فوج کی قیادت کریں اور ان کی ڈھال بن جائیں لیکن اس موقعہ پر بھی حضرت علیؑ نے اس رائے کی مخالفت کی اور فرمایا اللہ نے دین کے حاملیں کی ذمہ داری اپنے ذمہ لی ہے ۔ دین کو مضبوط کرنا اور اسکی کھلی سرحدوں کو محفوظ کرنا اسی کا کام ہے آپ یہیں رہیں اور مدد بھیج دیں ۔ آپ جب اتنی مختصر سی جماعت لیکر جائیں گے اور مقابلہ کریں گے تو ناکامی کا خطرہ ہے اور ناکامی ہوئی تو مسلمانوں کے لئے کسی کونے میں جائے پناہ نہیں رہ جائے گی ۔ قارئیں غور فرمائیں اس موقعہ پر بھی سب سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کی ذلت وخواری حضرت علی مرتضیٰ کو پسند نہیں ۔ اس جذبہ کو صرف حضرت عمر سے خلوص بتلاکر

www.kitabmart.in

یہ ظاہر کرنا کہ خلفاء اور حضرت عمر میں تو کوئی وجہہ اختلاف ہی نہیں یہ اختلاف محض شیعوں کے ذہن کی پیداوار ہے۔ آگے ندوی صاحب تحریر فرماتے ہیں: "اگر حضرت علیؑ (معاذاللہ) حضرت عمر کے بارے میں بری نیت رکھتے یا اُن کے خلاف دل میں غبار ہوتا یا اُن کو خلافت کے بارے میں غاصب سمجھتے تو اس تدبیر میں رہتے کہ ان پر کوئی اُفتاد پڑے اور ان کے وجود سے گلوخلاصی بھی ہو جائے اور اپنے اُوپر کوئی ذمہ داری بھی نہ آنے پائے یا کسی کو ان کے اچانک قتل پہ اُبھارتے لیکن حضرت علیؑ ان سب باتوں سے بلند اور بہت تھے مولوی ابوالحسن علی ندوی صاحب نے اپنے مخالف کو ختم کرنے کی جو ترکیبیں بتلائی ہیں وہ ان کے ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ ان کے پیشوائے اعظم فخر بنی اُمیہ حضرت معاویہ کی آزمودہ ترکیبیں ہیں انھوں نے زہر سے، تلوار سے، دھوکے سے اپنے گورنروں کے ذریعہ اپنے دشمنوں کو ختم کیا تھا اور پھر اپنا دامن بچانے کی کوشش فرمائی تھی۔ حضرت عمار یاسر جن کے تعلق سے بین الفریقین متفقہ حدیثِ رسول کہ عمار کو گروہ باغی شہید کریگا۔ اس کے تعلق سے کتنا اچھا بہانہ پیش فرمایا اگر علیؑ عمار کو اپنے ساتھ نہ لاتے تو وہ قتل نہ ہوتے لہذا عمار کی شہادت کے ذمہ دار علیؑ ہوئے یہ جملہ کہکر قتلِ

www.kitabmart.in

کی ذمہ داری انھوں نے حضرت علیؑ پر رکھ دی لیکن یہ نہ سوچا کہ اگر یہ اصول تسلیم کرلیا جائے تو پھر حضرت حمزہؑ عم رسول کے قاتل خود رسول اللہ صلعم ہوں گے تحکیم کے موقعہ پر بھی انکی سیاست کامیاب رہی جبکہ عمر عاص کے ذریعہ ابوموسی اشعری کو بہکا کر حضرت علی کی معزولی کا اعلان اور خود کو بحیثیت خلیفہ ماموری کا اعلان کروانا۔ صفین کے موقعہ پر جب حضرت علیؑ کی فوج غالب آرہی تھی۔ نیزوں پر قراں بلند کروا کے اعلان صلح کروانا قراں کو حکم قرار دینا۔ حضرت امام حسنؑ سے ان کے مقرر کردہ شرائط صلح پر صلح کرنا حکومت حاصل کرنے کے بعد کسی شرط کی پابندی نہ کرنا (ہم کہاں تک گنوائیں) یہ سب ترکیبیں حضرت معاویہ کی جھولی میں پڑی رہتی تھیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ ندوی صاحب نے شاید حضرت علیؑ کو بھی اسی معیار کا سمجھا" ارے جس نے اپنے قاتل کو بھی شربت کا جام عطا فرمایا اس کے تعلق سے ایسا گمان کرنا بھی کفر سے کم نہیں۔ کیا ابن ملجم ملعوں سے حضرت علیؑ کو کوئی ربط و تعلق تھا یا یہ مظہر رحمت پروردگار کا عمل ؟ ایک اور واقعہ ندوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے "جب عیسائیوں نے حضرت عمر کو یہ دعوت دی کہ وہ بیت المقدس آکر صلح کی دستاویز اپنے ہاتھ سے لکھیں تو یہ لوگ (عیسائی) اُن کو مسجد اقصیٰ شریف کی چابیاں حوالے کر دیں گے۔ حضرت عمر نے حسب عمل درآمد

www.kitabmart.in

قدیم کبار صحابہ سے مشورہ مانگا حضرت عثمان نے مشورہ دیا کہ آپ وہاں نہ جائیں تاکہ وہ اپنی زیادہ ذلت محسوس کریں اور انکی اس طرح تحقیر ہو لیکن علیؑ ابن ابی طالب نے رائے دی کے ضرور جائیں کیونکہ اسمیں ایک تاریخی اعزاز ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں پر بوجھ کم ہوگا۔ حضرت عمر کو حضرت علیؑ کی رائے پسند آئی اور جانے کیلئے تیار ہو گئے" کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جس ہستی نے قدم قدم پر کبار صحابہ کے مقابلے میں نیک اور صائب رائے دی ہو اور ہلاکت سے بچایا ہو تاریخی اعزاز دلایا ہو اس کے تعلق سے حضرت عمر کے دل میں کتنی وقعت تھی اس کا اندازہ کرنے کے لئے ہم کتاب انوار نعمانیہ صد ۱۰۲ تاریخ الجامع بلاذری' اور کتاب اصحاب ثلاثہ سے حضرت خلیفہ دوم عمر بن خطاب کا خط جو شام کے گورنر (جسکو موصوف ہی نے مقرر فرمایا تھا) کے نام ہے۔ اس کا اقتباس پیش کر رہے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس راز کے خط کا افشاء کس طرح ہوا اسکو بھی مختصر الفاظ میں تحریر کر دیں ۔ بعد شہادت حضرت امام حسینؑ علیہ السلام جس وقت کہ عبداللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا اور اس میں انھوں نے یزید کو بہت لعنت ملامت کی تو یزید نے انھیں اپنے پاس بلوایا اور جب حضرت عبداللہ ابن عمر یزید کے خلوت کدہ میں پہنچے تو اس نے عبداللہ ابن عمر کے سامنے ایک خط پیش کر کے انکی

www.kitabmart.in

تصدیق چاہی کہ یہ تحریر اُن کے والد محترم حضرت عمر ابن خطاب کی ہے جب حضرت عبداللہ نے اپنے والد کی تحریر پہچان کر اسکی تصدیق کردی تو اس نے کہا اسکو پڑھئے۔ جب آپ پورا خط پڑھ لیں تب مجھ سے بات کریں اور قتل حسین کے سلسلے میں جو چاہیں کریں الغرض جب حضرت عبداللہ نے وہ خط پڑھا تو خاموش ہو کر مدینہ واپس چلے آئے اس کے بعد سے اُن کا رویہ یہ تھا کہ لوگوں کو یزید کی مخالفت سے منع فرماتے رہتے تھے۔ اب حضرت عمر بن خطاب خلیفہ دوم کے خط کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔

یہ خط عمر ابن خطاب کا معاویہ ابن ابی سفیان کے نام ہے آگاہ ہو کہ محمدؐ اپنے بعد علیؑ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے جسے ہم لوگوں نے پسند نہیں کیا اور انہیں خلیفہ بننے نہیں دیا اور اس کے بعد خلافت مجھ تک آئی اور میں نے تجھ کو تیرے بھائی کے مرنے کے بعد شام کا والی بنایا اس کا مقصد یہ ہے کہ علیؑ اور اولاد علیؑ کو فروغ پانے نہ دیا جائے اور جہاں تک بھی ممکن ہو انھیں دبا کر رکھا جائے اس لئے کہ یہ ہمارے اور تمہارے دونوں کے دشمن ہیں پس تجھے چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو ان کو ذلیل کرنے اور ان کو دنیا سے نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا اور اس خط کو راز میں رکھنا۔

(حوالے اوپر دیئے گئے ہیں) اب اس خط کے تعلق سے ہم کیا لکھیں

www.kitabmart.in

ندوی صاحب نے تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسے کمزور واقعات اور بیانات المرتضیٰ میں جمع فرما دیئے ہیں جن سے توہین اہلبیت علیہم السلام بالخصوص مولائے کل علیؑ مرتضیٰ و فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہوتی ہو اور واقعات کے ذریعہ شیعوں کو گمراہ کرنے کی سعی ناکام فرمائی ہے۔ ہم نے جناب معصومۂ کونینؑ مادر حسنینؑ شریک حیاتِ فاتح بدر و حنین فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا کی وصیت سوادِ اعظم کی مستند کتابوں سے دیکر یہ واضح کر دیا ہے کہ دخترِ رسولؐ شہزادئ بتول حضرت ابوبکر و عمر سے ناراض دنیا سے گئیں اسوقت حضرت امام حسنؑ کا سن مبارک تقریباً آٹھ سال اور امام حسینؑ کا سن مبارک سات سال جناب زینب بنت علیؑ ۶ سال اور جناب اُمِ کلثوم بنت علی ۵ سال کی تھیں بھلا بتلا یئے اگر بغرض محال یہ تسلیم کیا جائے کہ بعد وفات سیّدہ دہ سال تین سال کے بعد بھی حضرت عمر نے جناب ام کلثوم سے عقدہ کی درخواست کی تھی تو اسوقت حضرت عمر ۵۵ - ۵۶ سال کے ہوئے اور جناب ام کلثوم ۶ - ۷ سال کی بھلا بتایئے ۵۵ سال کا بوڑھا ۶ سال کی لڑکی جو رشتہ میں پڑنواسی بھی ہوتی ہے اُس سے عقد کی درخواست کرے تو یہ توہین کس کی ہوئی آج کے زمانے میں اگر ایسا عمل کوئی کرے تو دنیا اس پر لعنت کرے گی۔ ابھی ماضی قریب میں ایک معمر عرب نے حیدرآباد کی ایک ۱۲ - ۱۳ سالہ لڑکی سے عقد کیا اور اسکو لیکر اپنے وطن

www.kitabmart.in

ہوائی جہاز سے جارہا تھا۔ جہاز کی ایر ہوسٹس (جو ہندو تھی) نے یہ محسوس کرکے کہ یہ جوڑ مناسب نہیں لڑکی سہمی ہوئی ہے۔ ایک ہنگامہ کھڑا کردیا اور پولیس کو اس کی اطلاع کردی نتیجہ یہ کہ بات مقدمہ بازی تک گئی عرب کو گرفتار کرلیا گیا لڑکی کو ہاسٹل میں رکھا گیا معمر عرب ضمانت پر رہا ہوکر وطن بغیر دلہن چلا گیا اور یہاں ایک طویل مقدمہ بازی کے بعد لڑکی والدین کے سپرد کردی گئی مولوی سید ابوالحسن علی ندوی صاحب جو غالباً مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر بھی ہیں انھوں نے اس مقدمہ میں معمر عرب کی نمائندگی کرکے اُسے اُسکی دلہن نہ دلا سکے۔ آج کوئی بھی اس بات کو گوارہ نہیں کرتا کہ سن کے اس تفاوت کے ساتھ شادی ہو تو بھلا اسلام کے پابند بلکہ حاکم خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب کیسے گوارہ فرماتے کہ اپنی پڑنواسی (سوتیلی ہی سہی) سے عقد فرمائیں یہ روایت محض شیعوں کو بھکانے کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس واقعہ کا مدلل دلائل عقلیہ اور معتبر کتب کے حوالوں سے جواب مرحوم امداد امام صاحب نے اپنی لاجواب تصانیف مصباح الظلم میں دیا ہے۔ ہم طوالت کے خوف سے انکی عبادت کو یہاں نہیں دے رہے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اُم کلثوم اور محمدؐ حضرت خلیفہ اول کی اولاد میں سے تھے حضرت ابوبکر کے انتقال کے بعد یہ دونوں حضرت علیؑ کی سرپرستی میں آگئے۔ عرب میں لڑکے کا نام تو باپ کے نام

www.kitabmart.in

کے ساتھ مشتق ہو جاتا ہے جیسے طلحہ بن عبید اللہ، عمر ابن عاص، عبداللہ ابن عمرو غیرہ لیکن کے نام کے ساتھ اسکے باپ کا نام بہت کم لیا جاتا ہے لہذا محمدؐ تو اپنے باپ حضرت ابوبکر کے نام کے ساتھ مشہور ہوئے محمد بن ابوبکر لیکن اُم کلثوم بنت ابوبکر بہت کم لوگوں کی زبان پر تھا پھر خاندان بنی ہاشم کی یتیم پروری، شفقت اور نگہبانی کے سبب لوگ اُم کلثوم کو بھی حضرت علیؑ کی دختر سمجھنے لگے تھے حالانکہ اُم کلثوم بنت علیؑ اسوقت ۵ یا ۶ سال کی تھیں اور اُم کلثوم بنت ابوبکر ۱۲-۱۳ سال کی حضرت علیؑ نے خلیفہ دوم کے اصرار پر بنت ابوبکر کا عقد حضرت عمر سے فرمادیا ورنہ معتوب فاطمہ زہراؑ سے فاطمہ زہراؑ کی صاحبزادی کا عقد ۶ سال کے سن میں کرنا خلاف عقل و اخلاق بات تھی ۔

پچھلے صفحہ پر ہم نے راز کے خط کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر کا پہلے شہادت امام حسینؑ علیہ السلام کے سبب یزید ابن معاویہ کو بُرا بھلا کہنا اور اس پر اس سے ناراضگی کا اظہار کرنا لکھا تھا۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ چلتے چلتے ہلکا سا تبصرہ حضرت عبداللہ ابن عمر کے حالات پر کر دیں اگرچہ یہ ہمارے اصل موضوع سے ذرا مختلف ہے لیکن خود مصنف المرتضیٰ نے بھی متعدد مقامات پر موضوع سے ہٹ کر بہت کچھ لکھا ہے بہر حال ہم اپنے قارئین سے معذرت کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمر کے کردار

www.kitabmart.in

پر مختصر تبصرہ کر رہے ہیں جو ممکن ہے آپ کے لئے دلچسپ ہو۔

مولوی سید عباس حسین صاحب مرحوم نے متفقہ حدیث "من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ" "یعنی کوئی مسلمان بغیر معرفتِ خلیفۃ اللہ کے مر گیا تو وہ کفر کی موت مرا" کے سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن عمر کا یہ واقعہ تحریر فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر حجاج ابن یوسف ثقفی کے پاس گئے اور کہلا بھیجا کہ میں عبدالملک ابن مروان کی بیعت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اس نے کہلا بھیجا کل دن میں آؤ میں مصروف ہوں اس پر آپ نے حدیثِ بالا کا حوالہ دیکر فرمایا اگر میں رات میں بغیر بیعت کے مر جاؤں تو کفر کی موت ہوگی اسپر اُسنے آپکو اجازت دی اور آپ نے حجاج کے ہاتھ پر عبدالملک ابن مروان کی بیعت فرمائی۔ یہ واقعہ اعلان خلافت عبدالملک کے بہت بعد کا ہے۔ جب عبداللہ ابن زبیر اور عبدالملک ابن مروان کی جنگ ختم ہوگئی اور عبداللہ ابن زبیر مارے گئے تب عبداللہ ابن عمر نے عبدالملک کی بیعت کی۔ مولوی وحیدالزماں خاں صاحب (جید عالم اہل سنت) حضرت عبداللہ ابن عمر کی تائید میں فرماتے ہیں۔ عبداللہ ابن عمر کا یہ مذہب تھا کہ جب مسلمانوں میں آپسمیں فتنہ ہو تو لڑنا درست نہیں دونوں طرف والوں سے الگ رہ کر خاموش گھر بیٹھ رہنا چاہیئے اسی

www.kitabmart.in

لئے عبداللہ ابن عمر نہ معاویہ کے شریک ہوئے اور نہ حضرت علیؑ کے گو حضرت علیؑ خلیفہ برحق تھے اور معاویہ والے باغی لیکن عبداللہ ابن عمر حضرت علیؑ کے لشکر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ انھوں نے لوگوں کے اختلاف کی وجہ سے حضرت علیؑ سے ابتک بیعت نہیں کی تھی (شاید اس وقت تک حضرت عبداللہ کو حدیث من مات الخ یاد نہ آئی ہوگی) اور اس انتظار میں تھے۔ دیکھیں آئندہ کے معاملات کی صورت کیا پیدا ہوتی ہے۔ اگر حضرت علیؑ پر سب کا اتفاق ہوگیا تو ان ہی سے بیعت کرلیں گے۔ عبداللہ ابن عمر کا یہ خاص خیال تھا کہ جب تک لوگوں کا اتفاق کسی پر نہ ہو جائے وہ خلافت صحیح نہیں ہے۔ تعجب یہ ہوتا ہے کہ عبداللہ ابن عمر نے اختلاف کی وجہ سے حضرت علیؑ کی بیعت کرنے میں تامل کیا لیکن یزید کی بیعت فوری کرلی۔ حالانکہ اہل مدینہ و اہل مکہ میں بہت سے اصحاب اور اہلِ بیتؑ رسولؐ اس کی بیعت کے خلاف تھے بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن عمر نے یزید کی بیعت اسوقت کی تھی جب اہلِ مدینہ نے اس کی بیعت کی تھی پھر اس کے بُرے اعمال دیکھکر اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی اس پر یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دیکر مدینہ والوں کے قتل کے لئے بھیجا عبداللہ ابن عمر مدینے میں رہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے بیعت

www.kitabmart.in

توڑی نہ تھی اور عبدالملک ابن مروان سے عبداللہ ابن عمر نے اسوقت
بیعت کی جب وہ عبداللہ ابن زبیر پر غالب ہو گیا اور عبداللہ زبیر
مارے گئے ۔ اور سب مسلمانوں نے عبدالملک کی حکومت کو تسلیم
کر لیا ورنہ عبداللہ ابن عمر کی نیت تھی کہ اگر عبداللہ ابن زبیر غالب ہو جائیں
اور عبدالملک ابن مروان مغلوب تو عبداللہ ابن زبیر سے بیعت کر لیں"
مولوی وحید الزماں خاں صاحب کی اس طویل شرح کو پڑھ کر
ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی یہی نتیجہ نکالے گا کہ حضرت عبداللہ ابن
عمر خلافت الٰہیہ کے معیار سے واقف نہ تھے دوسرے یہ کہ ان کو حق و
باطل سے کچھ مطلب بھی نہ تھا بلکہ ہر فاتح کو مستحق خلافت سمجھتے تھے
چنانچہ مولوی وحید الزماں خاں صاحب کے اس جملے سے صاف معلوم
ہو رہا ہے کہ" ورنہ عبداللہ ابن عمر کی نیت تھی کہ اگر عبداللہ ابن زبیر
غالب ہو جائیں اور عبدالملک ابن مروان مغلوب تو عبداللہ ابن زبیر
سے بیعت کر لیں ۔ اگر معیار خلافت الٰہیہ پیش نظر ہوتا تو ہرگز
یہ نوبت نہ آتی اب ہم قارئین کرام سے معافی چاہتے ہوئے
چند سوالات پیش کرتے ہیں ۔

۱۔ کیا حضرت عبداللہ ابن عمر کی نظر میں حضرت ابوبکر کی بیعت کا واقعہ نہ
تھا کہ باوجود ایسے اختلافات کے آپ کے والد حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے

www.kitabmart.in

بیعت کرلی۔

۲۔ کیا عبداللہ ابن عمر نے اپنے والد بزرگوار کی زبان سے یہ جملہ نہیں سنا تھا "کانت بیعۃ ابی بکر فلتہ قدما اللہ شرھا" یعنی ابوبکر کی خلافت چھینی جھپٹی تھی جس کے شر سے خدا نے محفوظ رکھا۔"

۳۔ کیا حضرت عبداللہ ابن عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ احادیث سماعت نہیں فرمائے تھے" علیؑ مع الحق والحق مع علیؑ۔ علی مع القرآن والقرآن مع علیؑ مَنْ سَبَّ علیناً فقد سَبَّنِیْ۔

۴۔ کیا حضرت عبداللہ بن عمر نے حضرت عمار یاسر کے متعلق رسول اللہ کی حدیث نہیں سُنی" عمار کو باغی گروہ قتل کریگا" کیا حضرت عمار یاسر جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے طرف داروں میں نہ تھے اور معاویہ کی فوج نے انھیں شہید نہیں کیا۔؟

۵۔ کیا عبداللہ ابن عمر نے رسولِ اکرم کی یہ حدیث نہیں سُنی تھی" الحسنؑ والحسینؑ سیدی شباب اہل الجنۃ (حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں)

۶۔ کیا حضرت عبداللہ ابن عمر کو اس کا علم نہ تھا کہ معاویہ نے صحابی رسول حجر ابن عدی کو مع ان کے چھ ساتھیوں کے شہید کروادیا جس پر ام المسلمین حضرت عائشہ نے معاویہ کی سرزنشت کی۔

www.kitabmart.in

۷۔ کیا حضرت عبداللہ ابن عمر یہ نہیں سمجھ رہے تھے کہ علیؑ حق پر ہیں اور معاویہ والے باغی ایسی صورت میں اگر خاموش گھر بیٹھا جائے تو یہ ایک طرح ناحق کی تائید ہوگی اور حق کمزور ہوگا اور اگر حق پامال ہو جائے تو کیا خدا اور رسول کے مسئول نہوں گے۔

۸۔ کیا حضرت عبداللہ ابن عمر نے آیت مباہلہ جس میں حسنین علیہم اسلام کو فرزندانِ رسولؐ کہا گیا ہے نہیں پڑھی پھر ان فرزندان رسولؐ پر سب وشتم کرنے اور کروانے والے کیا ہوئے ؟

۹۔ کیا حضرت عبداللہ ابن عمر نے سرکارؐ دوعالم کی یہ حدیث نہیں سنی جس پر فرمایا قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ" (مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے) تیسیر الباری شرح بخاری)

۱۰۔ کیا حضرت عبداللہ ابن عمر نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی "مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَائُهُ جَهَنَّمُ" کیا حجر ابن عدی مومن نہ تھے کیا حضرت امام حسینؑ کے ایمان میں شک ہے۔

۱۱۔ کیا حضرت عبداللہ ابن عمر یہ نہیں جان رہے تھے کہ عبدالملک ابن مروان اور عبداللہ ابن زبیر کی جنگ دنیا کی بادشاہت کے لئے ہے (بقول مولوی وحید الزماں خاں صاحب) آپ نے عبدالملک ابن مروان

www.kitabmart.in

کے ہاتھ پر بحیثیت خلیفہ بیعت کیسے کی۔ یہ سوالات تو حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں پیش کیے گئے ہیں کیا ان سوالات کے جواب مولوی ابوالحسن علی ندوی صاحب دیں گے۔ یہاں ہم مولائے کائنات حلال مشکلات باب علم النبی علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ارشاد گرامی نہج البلاغہ سے نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور اپنے معزز قارئین کو اس پر غور کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اور گزارش کرتے ہیں کہ اسکو اچھی طرح یاد رکھیں خطبہ نمبر ۱۷ (صفحہ ۴۷۷ نہج البلاغہ مطبوعہ لاہور) ارشاد ہوا۔ وَقَالَ علیہ السلام فی الذین اعتزلوا القتال معہ خذلوا الحق ولم ینصروا الباطل: ترجمہ: ان لوگوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی بھی نصرت نہیں کی۔" اس کی تشریح میں مولف حضرت سید رضیؒ فرماتے ہیں یہ ارشاد ان لوگوں کے متعلق ہے جو اپنے کو غیر جانبدار ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے عبداللہ ابن عمر، سعد ابن ابی وقاص، ابو موسیٰ اشعری، احنف بن قیس اور انس ابن مالک وغیرہ بیشک ان لوگوں نے کھل کر باطل کی حمایت نہیں کی مگر حق کی نصرت سے بھی ہاتھ اُٹھا لینا ایک طرح باطل کو تقویت پہنچانا ہے اس لئے ان لوگوں کا شمار گروہ مخالفین میں ہوگا۔"

اب ہم مزید تفصیل بیان کر کے فہم قارئین کی توہین کرنا نہیں چاہتے

www.kitabmart.in

باب چہارم کے اختتام سے قبل" حضرت علیؑ کو خلیفہ دوم حضرت عمر کی وفات کا غم اور اعتراف" کے تحت فرماتے ہیں حضرت علیؑ حضرت عمر کی وفات پر رو رہے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیوں رو رہے ہیں تو فرمایا عمر کی موت پر رو رہا ہوں الخ" یہ جملہ پڑھکر ہمیں مولوی ندوی صاحب کی قابلیت کا اندازہ ہو گیا، وفات رسولؐ اکرم کے سلسلہ میں صفحہ ۹۲ پر تحریر فرمایا کہ اہلبیتؑ رسول اللہ صلعم نے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے غسل و تکفین کی خدمت انجام دی لیکن ان تمام محبتوں کے اور اس تعلق کے باوجود جس کی مثال نہیں مل سکتی آپؐ پر کوئی نوحہ کناں نہوا" اور اب صفحہ ۱۸۶ پر حضرت علیؑ کے تعلق سے فرما رہے ہیں کہ وہ حضرت عمر کی وفات پر رو رہے تھے یہ علیؑ مرتضیٰ کی جناب میں سنگین گستاخی ہے۔ کیا حضرت علیؑ کو ارشاد رسول خدا یاد نہ تھا یا پھر حضرت علیؑ رسول اللہ سے زیادہ حضرت عمر کو چاہتے تھے؟ ندوی صاحب ان میں کیا درست ہے فرمائیں؟ قارئین کرام اس بات کا اندازہ فرما چکے ہوں گے کہ ہم حد درجہ احتیاط اور رواداری و نیز ادبی حدود میں رہ کر کتاب المرتضیٰ پر غیر جانبدارانہ تبصرہ کر رہے ہیں علم مناظرہ اشرف علوم سے ہے اسکی مدد سے حق و باطل میں فرق کر کے ہر شخص حق کا پیرو بن سکتا ہے۔ لیکن جہلا نے اسکو ارذل علم بنا دیا اسی لئے ہم مناظرہ

www.kitabmart.in

ترک کر کے صرف تاریخی اسنادات اور کتب اہلسنت سے مصنف المرتضیٰ
کی غلط بیانیوں کا پردہ چاک کر رہے ہیں ہم نے کبھی کسی صحابی رسولؐ
کی توہین یا ان کی شان میں گستاخی نہیں کی اور اسکو سخت بُرا سمجھتے
ہیں ہماری ساری عقیدت و ارادت ذات رسول سے ہے ہم رسولؐ
اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں ان کے طفیل میں ہم نے راہ ہدایت پائی ہے اور
صرف اُن کے ارشادات پر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ جب خدا نے اپنے
حبیب کی زبان سے کہلوایا "کہدو رسول میں اجر رسالت کچھ نہیں چاہتا
صرف میرے اہلبیتؑ سے مودت اختیار کرو" تو ہم نے اہلبیتؑ علیہ السلام
سے راہ مودت استوار کی۔ جب خدا نے مباہلہ کے موقعہ پر حسنؑ اور حسینؑ
کو فرزندان رسولؐ قرار دیا تو ہم نے اُن سے ربط و نسبت اختیار کی جب
علیؑ کو نفسِ رسولؐ بتلایا گیا تو رسول کے نفس سے ہم کیسے بے تعلق
رہ سکتے ہیں، فاطمہ تو پارہ جگر ہیں آیت مباہلہ کے علاوہ متعدد مقامات
پر خود رسالت مآب نے فاطمہ کو اپنا حصہ اپنا نفس اپنا قلب قرار دیا
تو بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم قلب رسولؐ سے معاذ اللہ کنارہ کش ہو جائیں اور
ایک اہم بات اور متفقہ روایت یہ ہے قرآن قلب رسول پر نازل ہوا بلکہ نازل ہوا۔ اس لحاظ
سے تو ہم فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے عقیدت و وابستگی کے بغیر قرآن
پڑھ ہی نہیں سکتے ہاں اعداء آل محمدؐ سے ہم نے ہمیشہ دوری اختیار کی
تبرہ کے معنیٰ ہی دوری کے ہیں ابولہب رسولؐ خدا کا چچا تھا لیکن دشمن

www.kitabmart.in

رسولؐ ہم اس پر لعنت بھیجتے ہیں حضرت ابوطالبؑ یہ بھی چچا تھے لیکن رسول اللہ کو انھوں نے بیٹے کی طرح پالا اسلئے ہم حضرت ابوطالب علیہ السلام کا احترام کرتے ہیں لیکن نام نہاد مسلمان ان کے ایمان میں شک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھوں نے کلمہ نہیں پڑھا حالانکہ ایمان ابوطالبؑ جو رسول اللہ کے چچا، مربی، سرپرست اور تبلیغ اسلام میں ممد و معاون رہے ہوں محض علیؑ مرتضیٰ کے باپ ہونے کے سبب ان کے ایمان کی بحث کرتے ہیں قرآن میں حضرت ابوطالب کے عمل (پرورش رسول) کو خدا نے اپنی طرف نسبت دی ہے مگر بغض بنی ہاشم ان سب باتوں سے صرف نظر کر کے بس کسی طرح سے علیؑ کے باپ کو کافر قرار دینے پر تلا ہوا ہے۔ ہم نے بس ان ہی شخصیتوں پر تنقید کی ہے جن کا شرک و نفاق اور آل پیمبرؐ سے مخالفانہ رویہ آشکار ہو گیا۔ ذرا غور فرمائیے قرآن میں ایک پورا سورہ منافقین کی مذمت میں موجود ہے پھر بھی ہمارے بھولے بھالے کلمہ گو اور مولوی ندوی صاحب جیسے سیدھے سادھے مسلمان سب کو نجات دہندہ اور بنی اُمیہ کی حدیث فیکٹری سے ڈھلی ہوئی احادیث "میرے اصحاب سب کے سب مثل ستاروں جیسے ہیں کسی کی بھی پیروی کرو نجات پا جاؤ گے" یا میرے اصحاب کُل کے کُل عادل ہیں (بلا تخصیص) یہ احادیث آیات قرآنی سے

www.kitabmart.in

متصادم ہورہی ہیں مگر مسلمان ان پر ایمان لے آئے اور ان پر غور و فکر کی زحمت گوارا کرنے تیار نہیں۔ ہم نے حال ہی میں ایک مختصر رسالہ "جواہر پارے" مجموعہ احادیث جو صرف "صحاح" سے نقل کی گئی ہیں بلا تبصرہ شائع کیا ہے ان تمام احادیث میں صحابہ کرام کے ایک گروہ کے اسلام سے ہٹ جانے کا ذکر ہے یہ سب دیکھتے اور پڑھتے ہوئے ہم تو آنکھ بند کر کے کل صحابہ کی مدح نہیں کر سکتے ہاں مولوی ندوی صاحب ابوسفیان جیسے فاسق معاویہ جیسے باغی کو حضرت اور رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں کیا صحابہ کرام کی فہرست میں حضرت ابوذرؓ غفاری حضرت مقدادؓ حضرت سلمانؓ فارسی، حضرت کمیلؓ حضرت عمار یاسرؓ نہیں ہیں ہم انکی خاک قدم کو سرمۂ چشم بینا نے کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں اب باب چہارم ختم کرنے سے قبل مولوی شبلی نعمانی نے الفاروق کو ختم کرتے وقت دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عمر کے سوانح اور حالات جس تفصیل سے اور صحت کے ساتھ الفاروق میں لکھے گئے ہیں وہ تفصیل و صحت کی آخری حد ہے"۔ کی جانب بھی توجہ کریں۔ بہترین مدح جو حضرت عمر کی ہوسکتی ہے۔ وہ مولوی شبلی کی رائے میں شاہ ولی اللہ دہلی کی فارسی عبارت میں

www.kitabmart.in

کنگئی سے ہے جس پر مولوی شبلی نے الفاروق کو ختم کیا ہے کیونکہ اس سے بہتر کوئی اور عبارت حضرت عمر کی جامعیت کمالات کے اظہار میں نہیں لکھی جا سکتی (ہم فارسی عبارت کا لب لباب تحریر کر رہے ہیں) یاد رکھئے جب کسی صفت میں کسی کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے تو مشبہ بہ اُس صفت کا بہترین مظہر اور حامل سمجھا جاتا ہے اور جسکو تشبیہ دیتے ہیں اُس کا اتنا ہی کمال کافی ہے کہ اس صفت میں اس کے لگ بھگ ہے زیادہ سے زیادہ برابر یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مشبہ بہ کو مشبّہ سے اُس صفت میں کمتر خیال کیا جائے اگر مشبہ بہ کو اُس سے کمتر جانتے تو پھر تشبیہ ہی کیوں دیتے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے حضرت عمر کو پہلی تشبیہ سکندر اعظم سے دی اس سے چار صفات میں تشبیہ دی ہے ملک گیری، جہاں ستانی، جمع جیوش، اور برہم زدنِ اعداد، اب ان چاروں صفات کے حالات سنئے سکندر کی عمر بیش سال کی تھی اسکے باپ فلپ کی ۴۷ سال کی عمر طبعی تک اگر فلپ زندہ رہتا تو سکندر کا شوق اور ہوس ملک گیری بڈھا ہو جاتا، سکندر اور اسکی ماں نے اڑا دیا کہ فلپ سکندر کو تخت سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ اسی سبب فلپ قتل کر دیا گیا اب جہاں ستانی اور برہم زدن اعدا کی سُنئے جب شہر صور کو فتح کیا تو نہتے شہریوں کے قتل عام کا حکم دے دیا

www.kitabmart.in

یہ اس وجہ سے کہ صور کی فوج کی بہادری کے سبب بہت تاخیر سے اس کو فتح نصیب ہوئی۔ ایک ہزار شہریوں کے سر شہر پناہ کی دیوار پر لٹکا دیئے گئے۔ اور تیس ہزار باشندوں کو لونڈی غلام بناکر فروخت کردیا گیا۔ اسی طرح شہر طہبس THEBES کا بھی حال کردیا۔ ایتھینز میں مخالفین کو اپنی طرف کرنے رشوت دی۔ سب سے بڑے خطیب پھوسین PHOCIAN کے پاس کافی رشوت بھیجی۔ اس قسم کی جہاں ستانی جمع جیوش، برہم زدن اعداء حضرت عمر کے لئے ہی باعث فخر ہوسکتی ہے، دوسری تشبیہ نوشیرواں کے انصاف پر فخر ہوتا ہے سب سے بڑا ظلم تو کفر ہے۔ ایک مسلمہ ظالم کا انصاف کیا اور وہ حکومت الیہہ کے سردار کے لئے کیونکر باعث فخر ہوسکتا ہے اب رہے امام مالک، ابوحنیفہ، جلال الدین رومی ابن عمر وعطار وغیرہ سے تشبیہہ ان سے ساتھ مقابلہ کیا جانا ہی باعث ننگ خلیفہ ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کی یہ عبارت تو حاکم حکومت الیہہ کے لئے مدح نہیں ہے بلکہ قدح ہے اب ذرا اس مشابہت کو ملاحظہ فرمائیں حاکم حکومت الیہہ ایسا ہوتا ہے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خداوند تعالیٰ نے میرے بھائی علیؑ کو اتنے فضائل عطا کئے ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو

www.kitabmart.in

سکتا۔ جس نے ان میں سے ایک فضیلت کا قائل ہو کر ذکر کیا خداوندِ عالم اس کے گناہانِ ماضی وحال کو بخش دیتا ہے جو چاہتا ہے کہ آدم کو ان کے علم میں نوح کو ان کے فہم میں ابراہیمؑ کو ان کے خلق میں موسیٰؑ کو صفت کلیمی میں عیسیٰؑ کو ان کی مسیحائی میں محمدؐ کو ہدایت کرنے کی اہلیت میں اور علم میں دیکھے اس کو چاہیئے کہ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو دیکھے اب ہم باب چہارم ختم کر رہے ہیں آیئے باب پنجم پر روشنی ڈالیں ۵ بابِ پنجم کے سینتیس (۳۷) صفحات میں خلیفہ سوم حضرت عثمان ابنِ عفان کے فضائل ان کے انتخاب کو حق بجانب قرار دینے، ان کی اصابت رائے، دور اندیشی، فتوحات، اور حضرت علی کا ان کے ساتھ مخلصانہ تعاون ثابت کرنے پر پورا پورا زور قلم صرف فرمایا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کے تحت صفحہ (۱۹) پر لکھا ہے حضرت عمر کی وفات کا واقعہ تفصیل سے گزر چکا ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے خلیفہ منتخب کرنے کی ذمہ داری ایک مجلس کے سپرد کی جو چھ (۶) افراد پر مشتمل تھی وہ چھ (۶) افراد یہ تھے۔ عثمان بن عفان علیؑ ابن ابی طالب، طلحہ بن عبید اللہ زبیر بن العوام سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمٰن بن عوف اور وصیت فرمائی کہ جب تک خلیفہ کا انتخاب نہ ہو جائے تین (۳) دنوں تک صہیب بن سنان الرومی نمازوں میں

www.kitabmart.in

مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ اور فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ لوگ عثمان اور علیؑ کے مقابلے میں کسی اور کو ترجیح دیں گے۔ ہم یہاں سواد اعظم کی تاریخوں سے مختصراً مجلس شوریٰ کے تعلق سے تحریر کر رہے ہیں۔ چونکہ عبد الرحمٰن بن عوف نے خلافت کی امیدواری سے دستبرداری اختیار فرمالی تھی لہٰذا انھیں مجلسِ شوریٰ کا صدر بنا دیا گیا۔ زبیر بن العوام نے حضرت علیؑ کے حق میں اپنی دستبرداری کا اعلان کیا۔ طلحہ نے اپنا حق حضرت عثمان کو دے دیا اور سعد نے اپنا حق عبد الرحمٰن کو دیدیا یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے تو یہ مجلسِ شوریٰ ہی قابل اعتراض ہے جب یہ بات تسلیم کرلی گئی کہ انتخاب خلیفہ کا حق مسلمانوں کو دے دیا گیا تو پھر یہ چھ افراد جو خود بھی حقدار خلافت ہیں ان کی کمیٹی بنانا انصاف نہیں۔ مزید تماشہ یہ کہ صدر شوریٰ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے خود اپنی طرف سے کسی کا انتخاب نہیں فرمایا بلکہ تین دن اور تین راتیں عامۃ المسلمین سے مشورہ یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین اور مکتب کے بچوں سے بھی ان کی رائے معلوم کی اور جب کسی دو نے بھی ان کے خلاف نہیں کہا تب یہ چوتھے روز سب کو جمع کر کے حضرت علیؑ اور حضرت عثمان کو بلایا اور کہا کہ میں نے لوگوں کی آراء جمع کی ہیں کسی کو آپ کے خلاف نہیں پایا پھر حضرت علیؑ کو منبر کے پاس بلایا اور کہا آپ

www.kitabmart.in

میرے ہاتھ پر عہد کرتے ہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام اور ابوبکر و عمر کے طریقہ خلافت پر کام کروں گا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا اس کا وعدہ نہیں کرتا۔ (یہ جملہ کسی تاریخ میں نہیں بلکہ حضرت علیؑ نے فرمایا کتاب خدا اور سنّتِ رسولؐ پر تو ہمیشہ سے کاربند رہا ہوں اور آئندہ بھی رہونگا لیکن سیرتِ شیخین پر چلنا ممکن نہیں) مصنف المرتضیٰ نے حضرت علیؑ سے منسوب یہ جملہ کہ " اس کا وعدہ نہیں کرتا گویا اِن شرائط بالا میں کسی کی پابندی کا وعدہ نہیں کرتا گویا ان شرائط بالا میں کسی کی پابندی کا وعدہ نہیں کرتا لکھ کر عوام کو حضرت علیؑ کے تعلق سے گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ ظاہری طور پر حضرت عمر کا مقصد ان چھ افراد میں سے پانچ کو مل کر خلیفہ منتخب کرنا تھا ورنہ ایک بند مکان میں مقید کر کے اور برہنہ تلواروں کے سایہ میں تین روز تک رہ کر انتخاب خلیفہ کا فیصلہ کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے تو ان پانچ حضرات سے معلوم کیا اور نہ خود اپنی رائے سے کسی کو منتخب فرمایا جب عوام مرد و زن اور مکتب کے طالبِ علموں سے تنہائی میں ان کی رائے معلوم کرنا پھر بھی مطمئن ہو کر چند شرائط عائد کرنا کس اصول سے درست ہے کیا اِن شرائط پر کاربند نہ ہونے کا امکان تھا جب کہ ہر مسلمان قرآن و سنّتِ رسولؐ پر عمل پر عمل پیرا ہوئے بغیر مسلمان ہی نہیں

www.kitabmart.in

رہتا پھر جب کہ حضرت علیؑ کو صحابہ کرام دیکھ چکے تھے کہ وہ حضرت ابوبکر کی وفات پر کن جذبات کا اظہار فرما رہے تھے اور بقول مصنف المرتضیٰ حضرت علیؑ نے شیخین کی بیعت کرلی تھی ان سے یہ پوچھنا کہ آپ ان کے طریقہ پر خلافت چلائیں گے یا نہیں ایک مہمل سوال ہے اور اگر یہ سوال کرلیا تھا اور حضرت علیؑ نے سیرت شیخین پر چلنے سے انکار کردیا تھا تو یہ تمام حضرات جنہیں جنت کی سند مل چکی تھی (عشرہ مبشرہ) حضرت علیؑ کو ٹوک سکتے تھے کل تو آپ حضرت عمر کی وفات پر آنسو بہا رہے تھے اور حضرت ابوبکر کے تعلق سے فرما رہے تھے کہ اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے (المرتضیٰ ۱۵۵) اور آج ان کی سیرت سے گریز کر رہے ہیں کیا آپ نے اپنے نفس کو ان کے ہاتھوں بیع نہیں فرمایا تھا۔ ان بعید از عقل باتوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے (ہم آگے بتلائیں گے کہ اصل واقعہ کیا تھا)۔

مصنف المرتضیٰ نے گھما پھرا کر لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کو جو خود بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے بلند پایہ عالم اور اجتہاد کے اہل تھے پورا پورا حق تھا کہ اس شرط کو قبول نہ کریں کیا ہمارے ذہین قارئین مولوی ندوی صاحب کا یہ استدلال سمجھ گئے؟ جب چودہ سو برس بعد والے ایک مولوی صاحب نے حضرت علیؑ کے انکار کا سبب جان لیا

www.kitabmart.in

تو حضرت عبد الرحمن ابنِ عوف صدر مجلسِ شوریٰ برگزیدہ صحابی جنت کی سند یافتہ شخصیت اس رمزِ علیؑ کو نہ جان سکی جب کہ پہلے اِن کا حضرت علیؑ سے خطاب بتا رہا ہے کہ وہ حضرت عثمان سے بہتر علیؑ کو سمجھ رہے ہیں.... یا پھر کوئی اور مصلحت تھی؟

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جمیع اصحاب پیغمبرؐ اور خصوصیت کے ساتھ جن حضرات کا سابقہ شب و روز علیؑ کے ساتھ رہا ہے وہ اُن کی سیرت مبارکہ جس میں نفاق کا گزر نہیں جن کا ظاہر و باطن ایک تھا ان سے خوب واقف تھے۔ اور وہ حضرات یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت علیؑ نے شیخین کی بیعت کس طرح کی یا کی ہی نہیں؟ ہم اس دعوے کے ثبوت میں آئندہ صفحوں پر حضرت خلیفہ دوم عمر بن خطاب کا بیان (حضرت علیؑ کے تعلق سے) ہدیہ ناظرین کریں گے فی الحال دیگر ذرائع سے جو روایات کتابوں میں درج ہیں ان کو پیش کر کے اس پر غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ یقین مانئے ہمیں ان واقعات قارئین کے ذہنوں پر مسلط کرنے کی خواہش نہیں۔ حضرت خلیفہ دوم کے انتقال کے بعد حضرت عبد الرحمان نے اپنے ہم مزاج و ہم خیال حضرات سے مشورہ کیا۔ سیرت و کردارِ علی کا مطالعہ کرنے والے جہاندیدہ حضرات نے کہا کہ حضرت علیؑ شیخین کی طرز حکومت سے ہمیشہ

www.kitabmart.in

شاکی رہے ہیں اور متعدد مرتبہ اُن کے فیصلوں کو رد کر کے درست مشورہ دیا ہے اب اگر اُن سے کہا جائے کہ آپ شیخین کی پیروی کریں تو وہ ہرگز راضی ہونگے اس طرح آپ اپنے سالے حضرت عثمان بن عفان کے لئے راستہ صاف کر لیں گے ہم اس بیان کی تائید میں مسور ابن مخرمہ جو حضرت عبدالرحمٰن کے بھانجے ہیں اِن کا بیان نقل کرتے ہیں "ہم اِس وقت یہ خیال بھی نہ کر سکتے تھے کہ سوائے علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے کوئی اور خلیفہ ہوگا ہم کو یقین تھا کہ کل علیؑ ابن ابی طالبؑ ہی خلیفہ ہوں گے لیکن میرے خالو (ماموں) عبدالرحمٰن بن عوف رات بھر گھر گھر پھرتے رہے اور پوشیدہ طور پر عمر عاص اور مغیرہ بن شعبہ کو اپنا ہم خیال بنالیا جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ علیؑ نہیں بلکہ عثمان خلیفہ ہو گئے۔

اب ہم حضرت علیؑ کی سیرت و کردار کے تعلق سے خلیفہ دوم حضرت عمر کی واقفیت کتاب اصفہانیہ ابوعثمان جاحظ اور ابنِ ابی الحدید علمائے اہلسنت کی کتابوں سے نقل کر رہے ہیں: بزم شوریٰ کے لئے جب قرعہ انتخاب اُن چھ ناموں پر پڑا تو آپ نے (حضرت عمر نے) فرمایا کہ ان لوگوں کو بلاؤ چنانچہ یہ لوگ آئے آپ نے ان سب کی طرف دیکھا اور فرمایا کیوں تم میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ خلافت اسکو دی جائے سب چپ رہے تو پھر حضرت عمر نے کہا بولو تم میں

www.kitabmart.in

سے ہر ایک کی خواہش ہے کہ میرے بعد خلافت اس کو ملے" اس پر حضرت زبیر ابن العوام نے بڑھ کر کہا اور اس منصب سے ہمیں ہٹا کون سکتا ہے۔ جب تم خلافت کے مالک ہو گئے درالنحالیکہ ہم تم سے کسی مرتبہ میں کم نہیں نہ سبقت کے اعتبار سے نہ قرابت کے اعتبار سے (ابو عثمان جاحظ نے لکھا ہے کہ چونکہ زبیر کو یقین تھا کہ عمر مر جائیں گے اس لئے اتنا کہنے کی جراوت ہوئی) حضرت عمر نے کہا اچھا میں تم لوگوں کے لئے اپنی رائے کا اظہار کروں۔ چنانچہ آپ نے ان لوگوں کے لئے جن کے لئے رسول اللہ یہ فرما چکے تھے کہ میں ان سے راضی ہوں۔ اور جن کا عشرہ مبشرہ میں شمار ہے جو مہاجرین تھے اور رسول اللہ سے قرابت رکھتے تھے ان کے تعلق سے فرمایا۔ اچھا سنو زبیر تم تو مومن الرضا اور کافر الغضب ہو۔ راضی ہوئے تو یوں کہ کوئی انتہا نہیں اور غصہ کیا تو ایسا کہ جسکی کوئی حد نہیں۔ ایک دن تم انسان رہتے ہو اور دوسرے دن شیطان ہو جاتے ہو اگر تمہیں خلافت سپرد کی جائے تو تمہاری رعایا اور قوم میں ایک تلاطم خیز طوفاں برپا ہو گا اور تھوڑے جو پر جھگڑے ہوتے ہوئے دکھائی دیں گے یہ تو بتاؤ کہ تم جب شیطان ہوں گے اس دن خلافت کون کرے گا اور تمہارے غصہ کے دن امام کون ہو گا۔ خدا تمہیں خلافت کبھی نہ دے گا۔ تم میں یہ شکایت

www.kitabmart.in

موجود ہے پھر آپ طلحہ کی طرف مخاطب ہوئے (انھوں نے آپ کی خلافت پر شدید نکتہ چینی کی تھی. لہٰذا آپ اُن سے بہت ناراض تھے) آپ نے کہا طلحہ کچھ کہوں یا چپ رہوں، طلحہ نے کہا جی نہیں ضرور فرمایئے۔ چپ کیوں رہیئے اور یہ تو میں جانتا ہوں کہ آپ کے منہ سے اچھی بات کبھی نہ نکلے گی نہ اب تک نکلی ہے. اس پر حضرت عمرؓ نے کہا اچھا سنو میں تمہیں اُس دن سے جانتا ہوں ...... اور سنو رسول اللہؐ کی وفات ہوئی اور وہ تم سے ناراض اٹھے. اس بات سے جو تم نے اُس دن کہی تھی جب آیتِ حجاب اُتری تھی (ابو عثمان جاحظ اس کلمہ کی شرح میں جو آیت حجاب کے دن طلحہ کے منہ سے نکلا تھا یہ کہ جب آیتِ حجاب اُتری تو کہا آیت کے اترنے سے کیا فائدہ کل رسول اللہؐ مر جائیں گے اور ان کی بی بیوں سے ہم عقد کریں گے) پھر سعد ابنِ وقاص سے خطاب فرما کر کہا تم لوٹ مار کے عادی" قدر اندازی اور کمان کشی کے دلدادہ تمہیں یا بنی زہرہ کو خلافت سے کیا لگاؤ پھر عبد الرحمن بن عوف کی طرف خطاب کیا اور کہا نصف ایمانِ مسلمین کا وزن تمہارے ایمان سے کیا جائے تو تمہارا ایمان کا پلہ بھاری نکلے گا مگر یہ کہ تمہاری رائے میں اور تم میں وہ کمزوری ہے کہ خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتے اور پھر بنی زہرہ کو خلافت سے کیا تعلق ؟

www.kitabmart.in

پھر حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کی طرف مڑے اور فرمایا بھائی کتنا اچھا ہوتا اگر تم کو خلافت ملتی تو تم لوگوں کو حق واضح اور دلیل روشن کی طرف لیجاتے مگر یہ کہ تم میں مزاح مادہ ہے اور ذرا طبیعت میں ظرافت ہے پھر آپ عثمان بن عفان کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا او ہو تم اے عثمان میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ گویا قریش نے خلافت تمہارے سپرد کر دی کیونکہ تم اس پر مٹے جاتے ہو اور تم بنی امیہ اور بنی ابی معیط کو سر چڑھا رہے ہو اور انھیں لوگوں کے سروں پر بٹھا رہے ہو پھر گویا دیکھ رہا ہوں تم نے ان لوگوں کو بہت کچھ دیا اور عرب کی بھیڑیوں کا ایک گروہ تمہاری طرف بڑھ رہا ہے جس نے تمہیں تمہارے بستر پر ذبح کر دیا۔ خدا کی قسم اگر انھوں نے خلافت تمہیں دی تو تم ایسا ہی کرو گے اور جب تم ایسا کرو گے تو وہ تمہیں ذبح کئے بغیر چھوڑیں گے نہیں پھر حضرت عثمان کے سر کے بال پکڑ کر کہا دیکھو عثمان جب ایسا وقت آئے تو میری پیشین گوئی کو ضرور یاد کر لینا۔ (یہ تمام واقعات فراستِ عمر پر ابو عثمان جاحظ نے کتاب اصفہانیہ میں درج کئے ہیں اور ابن ابی الحدید نے اس سے نقل کیا ہے) اب ہم حضرت عمر کی اس فراست پر کیا تبصرہ کریں۔ قارئین خود ہی غور فرمالیں اور راگ ندوی صاحب سے گذارش کریں کہ وہ اس پر روشنی ڈالیں تو بہتر ہوگا

www.kitabmart.in

ہر جگہ ہمکو جذبہ رواداری کچھ کہنے سے روکتا ہے۔ ورنہ ان جنت کی سند یافتہ شخصیتوں کے بارے میں ہمارے اپنے ذرائع سے بہت کچھ مواد موجود ہے لیکن اسکو پیش کر کے گفتگو کو تلخ نہیں کرنا چاہتے اس کتاب "الحق مع علیؑ" کے پڑھنے والے محسوس کر چکے ہوں گے کہ مولوی ابوالحسن علی ندوی صاحب بنی اُمیہ کے کتنے بڑے حامی اور وکیل ہیں اور ظاہر ہے خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان کا تعلق بھی بنی اُمیہ سے ہے اس لئے اس باب پنجم میں مصنف المرتضیٰ حضرت عثمان کی جتنی توصیف و تعریف کریں کم ہے۔ جہاں پر مدح حضرت عثمان سے ان کا قلم رُک جاتا ہے وہاں وہ اپنے استاد عقاد کا بیان در مدح عثمان بن عفان نقل کر دیتے ہیں ایک سرسری اندازے کے مطابق کتاب المرتضیٰ کا ۱/۸ حصہ استاد عقاد کے فرمودات سے مملو ہے۔ صفحہ ۱۹۶ پر جوش عقیدت میں وہ اتنا آگے بڑھ گئے ہیں کہ پچھلے صفحات میں جو کچھ لکھا اسکی خود ہی تردید کر گئے۔ اسی مقام پر لوگ کہتے ہیں" دروغ گورا حافظہ نہ باشد" ہم نمونتاً وہ جملہ نقل کرتے ہیں "حضرت عثمان کا حضرت عمر کے یہاں بڑا درجہ تھا لوگ جب کوئی بات حضرت عمر سے معلوم کرنا چاہتے تو حضرت عثمان یا حضرت، عبدالرحمن کی مدد لیتے تھے حضرت عثمان کو حضرت عمر کی ردیف کہا جاتا تھا" (ردیف مصرعہ کے

www.kitabmart.in

ساتھ مسلسل رہتی ہے) ابھی باب چہارم میں حضرت عمر کا حضرت علیؑ سے ربط اور فقہی و عدالتی امور میں صرف حضرت علی سے مشورہ لینا نہاوند کی جنگ کے موقعہ پر حضرت طلحہ اور حضرت عثمان کے مشورہ کو نظر انداز کر کے صرف حضرت علی کی رائے پر عمل کرنا' یرموک کی جنگ سے پہلے بھی صرف حضرت علی کی رائے پر عمل کیا گیا حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن کے مشورے کو رد کر دیا گیا۔ بیت المقدس جا کر مسجد اقصیٰ کی چابیاں عیسائیوں سے حاصل کرنے کے سلسلہ میں بھی حضرت عثمان و عبدالرحمٰن بن عوف کے مشوروں کو ٹھکرا کر حضرت علیؑ کی رائے پر عمل کرنا بیان کر کے اب حضرت عمر کا صرف حضرت عثمان کا حضرت عمر کے یہاں بڑا درجہ تھا تحریر فرما دیا اب کون پوچھے حضرت عمر کے پاس علیؑ کا درجہ بلند تھا یا عثمان کا ؟۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی عقیدت سے مملو وہ فقرات " اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔" اگر نہ ہوتے تو ہماری بڑی فضیحت ہوتی " اگر علیؑ مسجد میں نہ ہوں تو کوئی فتویٰ نہ دے' علیؑ جیسا فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب لکھکر مصنف المرتضیٰ نے اب بنی اُمیہ سے عقیدت کے جوش میں لکھدیا کہ حضرت عمر کے پاس حضرت عثمان کا بڑا درجہ تھا کیا اس سلسلہ میں کوئی واقعہ یا حضرت عمر کا ان کے تعلق سے اظہار خیال بتلا سکتے ہیں۔

www.kitabmart.in

اب دیکھئے عقیدت و محبت حضرت عثمان غنی میں قلم سے موتی جھڑانا" شاید حکمت الہی کا تقاضہ اور مسلمانوں کے حق میں خیر و برکت کے الہی فیصلہ کا نتیجہ تھا کہ حضرت عمر کی جانشینی حضرت عثماں کے حصے میں آئی۔ ہم پر الزام ہے کہ ہم لوگ صحابہ کرام کا احترام نہیں کرتے ان کے تعلق سے غلط باتیں بیان کرتے ہیں. مگر یہاں مصنف المرتضی مولوی ابوالحسن ندوی صاحب نے تو خلفاء سے ثلاثہ (حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان) تمام اکابر صحابہ اور عشرہ مبشرہ کے اراکین کی جو توہین فرمائی ہے. اسے کوئی نہیں سمجھ رہا ہے کیا؟ فرماتے ہیں. حضرت ابوبکر پہلے خلیفہ ہوئے یہ قدرت کا منشا تھا. حضرت عمر کے لئے حضرت ابوبکر نے وصیت فرمادی۔ مشیت الہی یہی تھی' حضرت عثمان تیسرے خلیفہ ہوئے شاید حکمت الہی کا تقاضہ اور مسلمانوں کے حق میں خیر و برکت کے الہی فیصلہ کا نتیجہ تھا" یعنی قدرت کا منشا تمام اصحاب میں حضرت ابوبکر کو ہی خلیفہ بنانا تھا (مگر حضرت عمر نے تو اسکو فلتہ کہا گویا قدرت کے منشا کو......) حضرت ابوبکر نے وصیت کے ذریعہ حضرت عمر کو خلافت بخش دی گویا مشیت الہی یہی تھی (گویا تمام صحابہ میں نگاہ مشیت میں اور حضرت ابوبکر کی نظر میں ان سے بڑھکر کوئی نہ تھا تیسرے خلیفہ حضرت عثمان ہوئے یہ بھی

www.kitabmart.in

حکمت الٰہی (یا حکمت عبدالرحمٰن بن عوف) کیا باقی صحابہ نااہل تھے (معاذاللہ) کیا اگر حضرت عثمان کے بجائے حضرت عبدالرحمٰن خلیفہ ہو جاتے یا حضرت زبیر تو مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کے الٰہی فیصلہ کا نتیجہ نہ ہوتا اب ہم مسلمانوں کے لئے خیر و برکت کے الٰہی فیصلہ کے تعلق سے جنہیں خیر و برکت نصیب ہوئی انکی فہرست پیش کریں گے۔

حضرت عمر نے اپنے متوقعہ جانشینوں سے وصیت فرمائی تھی کہ اگر میرے بعد تم خلیفہ ہو تو اپنے قبیلہ کے لوگوں کو مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط نہ کر دینا (طبری، طبقات ابن سعد) حضرت عمر نے جو عرب کی قبائیلی عصبیتوں سے پوری طرح واقف تھے انھیں خوف پیدا ہوا کہ کہیں فتنے پھر جاگ نہ جائیں انھوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے حضرت عثمان کے متعلق کہا "اگر میں ان کو اپنا جانشین تجویز کر دوں تو وہ بنی ابی معیط (بنی امیہ) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں گے۔ اور وہ لوگ اللہ کی نافرمانیاں کریں گے خدا کی قسم اگر میں نے ایسا کیا تو عثمان یہی کریں گے اور اگر عثمان نے یہ کیا تو وہ لوگ ضرور معصیتوں کا ارتکاب کریں گے اور عوام شورش برپا کر پاکر کے عثمان کو قتل کر دیں گے (ابن عبدالبر الاستیعاب) مگر بدقسمتی

www.kitabmart.in

سے خلیفہ ثالث حضرت عثمان اس معاملے میں معیار مطلوب کو قایم نہ رکھ سکے ان کے عہد میں بنی اُمیہ کو کثرت سے بڑے بڑے عہدے اور بیت المال سے عطیے دے گئے۔ اور دوسرے قبیلے اسے تلخی کے ساتھ محسوس کرنے لگے (طبقات ابن سعد ج ۳) حضرت عثمان نے حصول خلافت کے موقعہ پر سیرت شیخین پر کاربند رہنے کا جو عہد کیا تھا اسکو یکخت فراموش کر دیا اور فرماتے ہیں عمر خدا کی خاطر اقربا کو محروم کرتے تھے میں خدا کی خاطر اپنے اقربا کو دیتا ہوں، ابو بکر و عمر بیت المال کے معاملے میں اس بات کو پسند کرتے تھے کہ خود بھی خستہ حال رہیں اور اپنے اقربا کو بھی رکھیں مگر میں ایسا نہیں کرتا صلہ رحمی پسند کرتا ہوں" (پھر بھی وہ مسند خلافت پر جمے رہے (کنزالعمال جلد ۵ طبقات ابن سعد جلد ۳) اس طرح حضرت عثمان شیخین (حضرت ابوبکر وحضرت عمر) کی پالیسی سے ہٹتے چلے گئے اور پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے عطا کئے۔ اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات لیکن جو عام طور پر لوگوں میں ہدف تنقیدیں کر رہیں مثال کے طور پر انھوں نے افریقہ کے مال غنیمت کا پورا خمس (۵ لاکھ دینار) مروان کو بخش دیا۔ (ابن اثیر) ایک روایت کے مطابق آفریقہ کی پہلی جنگ کا خمس (خمس کس کا حق ہے اس کی تفصیل آئندہ دیکھ) عبداللہ ابن سعد کو عطا کیا اور دوسری جس میں آفریقہ کا پورا علاقہ فتح ہوا اس کا خمس مروان کو عطا فرما دیا" (الکامل فی التواریخ) اب ملاحظہ فرمایئے حضرت عثمان نے حضرت عمر کے مقرر کردہ

www.kitabmart.in

حاکموں کو معطل کر کے اپنے قبیلہ کے افراد کو مقرر فرمایا انکی مختصر فہرست حضرت سعد بن ابی وقاص کو معزول کر کے کوفہ کی گورنری پر اپنے ماں جائے بھائی ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو مقرر فرمایا۔ اور اس کے بعد یہ منصب اپنے ایک اور عزیز سعید بن عاص کو دیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بصرے کی گورنری سے معزول کر کے اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر کو ان کی جگہ مامور کیا۔ حضرت عمرو بن العاص کو مصر کی گورنری سے ہٹا کر اپنے رضائی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر کیا حضرت معاویہ عمر فاروق کے زمانے میں صرف دمشق کی ولایت پر تھے حضرت عثمان نے ان کی گورنری میں دمشق، حمص، فلسطین، اردن اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کر دیا پھر اپنے چچازاد بھائی مرواں بن الحکم کو انھوں نے اپنا سکریٹری بنا لیا جس کی وجہہ سے سلطنت کے پورے در و بست پر اس کا اثر و نفوذ قائم ہو گیا۔ اس طرح ایک ہی خاندان میں سارے اختیارات جمع ہو گئے۔ (حافظ ابن اکثیر، البدایہ والنہایہ) جن لوگوں کو یہ عہدے عطا کئے گئے وہ سب طُلَقَا تھے (یعنی آزاد کردہ فتح مکہ کے موقعہ پر جنہیں رسول اللہ نے بجائے قتل کرنے کے آزاد کر دیا تھا) طُلَقَا سے مراد وہ خاندان ہیں جو آخر وقت تک نبیؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور دعوتِ اسلامی کے مخالف رہے۔ فتح مکہ کے بعد حضور نے ان کو معافی دیدی۔ اور وہ

www.kitabmart.in

اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت معاویہ، ولید بن عقبہ مرواں بن الحکم ان ہی معافی یافتہ خاندانوں کے افراد ہیں۔ عبداللہ بن ابی سرح تو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو چکے تھے۔ رسول اللہ نے فتح مکہ کے موقعہ پر جن لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اگر خانہ کعبہ کے پردوں میں بھی لپٹے ہوئے ہوں تو انھیں قتل کر دیا جائے یہ ان میں سے ایک تھے حضرت عثمان انھیں لیکر اچانک حضور کے سامنے پہنچ گئے لیکن حضور نے ان کو دیکھکر منہ پھیر لیا جب دوسری طرف یہ آئے تو پھر سرکار دوعالم نے اپنا رخ پھیر لیا تیسری مرتبہ حضور نے معاف فرما دیا جب یہ چلے گئے تو آپ نے موجود اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے اسکو قتل کیوں نہ کر دیا جبکہ میں دو مرتبہ اس سے منہ پھیر چکا اور ایسے لوگوں کے قتل کا حکم دے چکا تھا۔ اب ذرا مروان بن الحکم سے بھی تعارف کرادیں مروان کا باپ حکم بن ابی العاص جو حضرت عثمان کا چچا ہوتا تھا فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوا تھا اور مدینہ آکر رہ گیا تھا مگر اس کی بعض ترکات کی وجہہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ اور طائف میں رہنے کا حکم دیا تھا ابن عبدالبر نے الاستعیاب میں اسکی ایک وجہہ یہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے اکابر صحابہ کے ساتھ راز میں جو گفتگو فرماتے تھے ان کی کسی نہ کسی طرح سن گن لے کر

www.kitabmart.in

وہ انھیں افشاں کر دیتا تھا۔ اور دوسری وجہ وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ کی نقلیں اتارا کرتا تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضور نے خود اسے یہ حرکت کرتے دیکھ لیا۔ (الاستعیاب جلد ۱) ایک اور وجہ یہ بیان کیگئی ہے کہ سرکار دو عالم نے سورۂ آل عمران لکھوایا تو اس نے بجائے آل عمران کے آل مروان لکھوا دیا بہر حال کوئی سخت قصور ایسا تھا جسکی بناء پر یہ معتوب ہو کر شہر بدر کر دیا گیا۔ بعد وصال سرورؐ کونین جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو حضرت عثمان نے اُن سے اسکی سفارش کی لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور مزید تین فرسخ دور کر دیا اسکے بعد جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو پھر حضرت عثمان نے اُن سے سفارش کی مگر انھوں نے بھی ان کی سفارش منظور نہ کی اور مزید تین فرسخ دور کر دیا لیکن جب خود حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو انھوں نے الحکم اور مروان دونوں کو مدینہ بلوا لیا اور مروان کو اپنا سکریٹری بنا لیا جبکہ حکم اس کے ساتھ تھا۔ عامتہ المسلمین یہ بات کیسے گوارا کرتے کہ معتوب رسول اللہ اور اُس کا بیٹا خلافت میں دخیل ہو جائیں۔ پاکیزہ ترین اسلامی معاشرے میں ان جیسے بداعمال و بدکردار افراد کو اعلیٰ ترین مناصب پر فائز کرنا کیسا تاثر پیدا کریگا اس کا اندازہ محترم قارئین خود فرمائیں۔ اب ذرا حضرت ولید بن عقبہ کے حالات سُنئے یہ حضرت بھی فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ نے ان کو نبی

www.kitabmart.in

المُعطَلِق کے صدقات وصول کرنے کے لئے مامور فرمایا مگر یہ اس قبیلہ میں پہنچ کر ڈر گئے اور لوگوں سے ملے بغیر مدینہ واپس جاکر رپورٹ دی کہ بنی المُعطَلِق نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور مجھے مار ڈالنے پر تل گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس پر غضب ناک ہوئے اور آپ نے ایک فوجی مہم روانہ کر دی قریب تھا کہ ایک سخت حادثہ پیش آجاتا لیکن بنی المُعطَلِق کے سرداروں کو بر وقت علم ہو گیا اور انھوں نے مدینہ حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ صاحب تو ہمارے پاس آئے ہی نہیں ہم تو منتظر ہی رہے کہ کوئی آکر ہم سے زکواۃ وصول کرے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ صرف ترجمہ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے تو تحقیق کر لو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کے خلاف ناواقفیت میں کوئی کاروائی کر بیٹھو اور اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ" (الحجرات ۶) حضرت عمر کے آخر زمانے میں وہ الجزیرہ کے عرب علاقے پر جہاں بنی ثعلب رہتے تھے عامل مقرر کیا ۲۵ھ میں حضرت عثمان نے ان کو حضرت سعد بن ابی وقاص کی جگہ کوفہ جیسے بڑے اور اہم صوبے کا گورنر مقرر فرما دیا وہاں یہ راز فاش ہوا کہ یہ حضرت شراب نوشی کے عادی ہیں۔ حتیٰ کے انھوں نے صبح کی نماز چار رکعت پڑھا دی اور پھر پلٹ کر لوگوں سے پوچھا اور پڑھا دوں (البدایہ النہایہ' الاستیعاب) جب ولید بن عقبہ کوفے کی طرف کی گورنری کا پروانہ لیکر حضرت سعد بن ابی وقاص کے

www.kitabmart.in

پاس پہنچا تو انھوں نے فرمایا "معلوم نہیں ہمارے بعد تو زیادہ دانا ہو گیا یا ہم تیرے بعد زیادہ احمق اس نے جواب دیا ابو اسحاق ناراض ہوں یہ تو بادشاہی ہے۔ صبح کوئی مزے لوٹتا ہے تو شام کوئی" ہم نے یہاں ولید بن عقبہ کے دلی جذبات اسلئے بیان کئے ہیں کہ ناظرین اندازہ فرمالیں کہ یہ اسلامی حکومت کے نمائندے ہیں جو خلافت کو بادشاہت سمجھتے ہیں جب ان بزرگوار کی شراب نوشی اور دوران نماز محراب عبادت میں قے کر دینے کی اطلاع مدینہ پہنچی تو حضرت عثمان نے فرمایا انشاءاللہ ہم انھیں سزا دیں گے لیکن ایک عرصے تک ٹالتے رہے پھر جب ان کے سگے بھانجے عبیداللہ بن عدی بن خیار نے مدینہ جاکر اپنے ماموں جان سے پوری روداد بیان کی اور حضرت عثمان کے آزاد کردہ غلام حمران نے گواہی دی، ایک دوسرے گواہ صعب بن جثامہ نے شہادت دی اور کہا کہ ولید نے ان کے سامنے شراب کی قے کی تھی (ان کے علاوہ چار اور گواہ ابوزینب، ابو مورع، جندب بن زہیر الازدی اور سعد ابن مالک الاشعری ابن حجر کے بیان کی تصدیق کی تب حضرت عثمان نے فرمایا کہ ولید پر حد جاری کیجائے لیکن ولید نے کہا کہ خلیفہ وقت بھی ایک زمانے میں اسی جرم کے مرتکب رہ چکے ہیں لہٰذا وہ حد جاری نہیں کر سکتے اس پر

www.kitabmart.in

حضرت عثمان نے حضرت علیؑ سے درخواست کی کہ آپ حد جاری فرمائیں حضرت علیؑ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کو حکم دیا کہ اسے چالیس کوڑے لگائے جائیں (بخاری کتاب المناقب، مسلم کتاب الحدود باب حد الخمر) اب ہم اگر مورخ اعظم وکیل بنی امیہ مدح خواں ابو سفیان و معاویہ حضرت مولانا مولوی سید ابو الحسین ندوی (اموی) سے دست بستہ گذارش کریں کہ حضور ذرا یہ تو فرمائیں کہ حضرت عثمان نے اپنے پیش رو خلیفہ جن کی سیرت پر عمل کرنے کا وعدہ کر کے خلافت حاصل فرمائی تھی یہ اقربا پروری و قبیلہ نوازی کیوں فرمائی اور اس طرح اسلام کو غیروں کی نظروں میں کیوں ذلیل کروایا تو وہ بڑے تنڈے انداز میں فرمائیں گے کہ " اگرچہ والیوں اور امراء کے انتخاب کے سلسلہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بہت سی تاویلات کی جا سکتی ہیں اور وہ حق بجانب ہوں گی لیکن ان کو کلیتہً خطا سے معصوم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو مجتہد سمجھتے ہیں جو کبھی صحیح کام کرتا ہے۔ اور کبھی اس سے اجتہادی غلطی بھی ہو جاتی ہے " یہ جملے ہم نے مولوی ندوی صاحب سے منسوب کر کے اپنی طرف سے نہیں کہیں ہیں بلکہ موصوف نے المرتضیٰ ص۱۲۱ پر جو تحریر فرمایا ہے اسے نقل کر رہے ہیں " اب ہمیں کوئی بتائے کہ ہم اس " اجتہادی سہو " کو کیسے توڑیں۔ اب ہم باب پنجم المرتضیٰ

www.kitabmart.in

پر اپنا تبصرہ ختم کرتے ہیں۔

مولوی ابوالحسن علی ندوی صاحب نے باب پنجم کے آخری صفحات میں حضرت عثمان کا محصول) ہونا اور حضرت علیؑ اور حسنین علیہم السلام کا ان کے لئے غذا اور پانی پہنچانا اور اس دوران حضرت امام حسن کا زخمی ہونا تفصیل سے تحریر فرمایا ہے تاکہ پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ علیؑ و اولاد علیؑ کا خلیفہ سوم حضرت عثمان سے کتنا مخلصانہ برتاؤ تھا۔

یہ حضرت علی ابن ابی طالب کی سیرت مبارکہ کی معرفت نہ رکھنے کا سبب ہے ایک ڈاکٹر کے پاس اگر اس کا سخت ترین دشمن بھی آئے تو ڈاکٹر اپنے پیشہ کی نزاکت کے تحت اس مریض کو اپنی قابلیت کے مطابق بہترین اور زود اثر دوا تجویز کرے گا۔ یہ عام انسانوں کی بات ہے جو نفس خدا و نفس رسولؐ ہو اس سے توقع کہ وہ صرف بر بنائے تعلقات مشورہ و مدد سے سرفراز کریں گے کتنا احمقانہ تصور ہے ارے علیؑ نے تو اپنے قاتل کو تک شربت سے نوازا۔ بنی اُمیہ کے خلفاء نے تو اپنے مخالف اور جنگ کرنے والی ہستی کو بعد فتح مردہ مخالف کو قبر سے نکال کر سولی دی۔ اب ہم حصہ اول ختم کر رہے ہیں انشاء اللہ بشرط حیات و ساز گار حالات بہت جلد حصہ دوم پیش کریں گے اور شائد ضخامت میں حصہ دوم کچھ زیادہ ہو جائے اسلئے کہ مصنف المرتضیٰ نے ششم تا دہم ابواب میں راست عقائد شیعہ پر حملہ فرما دیا ہے لہٰذا اس کا دفاع بھی کرنا ہے اور حقیقی حالات سے قارئین کو واقف کرانا ہے۔

فقط
فقیر در علی شاہد حیدرآبادی

www.kitabmart.in
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحق مع علیؑ
حصہ اوّل
از کلیم اہلبیت حضرت شاہد حیدری
المرتضیٰ مصنفہ مولوی سید ابوالحسن علی ندوی
پر
نقد و تبصرہ
(صادق)
ناشر:— (مولانا) سید ہادی باقری صدر
ادارہ نشریات علوم آلِ محمد (حال مقیم امریکہ)